www.KitaboSunnat.com

وفاق المدارس السلفیہ کے
نصاب کے مطابق

فقہ السنۃ

کتاب الأیمان، النذور، الأطعمة، الذکاة الشرعیة
الأضحیة اور العقیقة کا سلیس وشگفتہ ترجمہ

تصنیف: سید سابق (1915ء-2000ء)
ترجمہ: محمد خالد سیف

مکتبہ محمدیہ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

قُلْ أَطِيعُوا اللَّهَ وَأَطِيعُوا الرَّسُولَ

مجلس التحقیق الاسلامی کے زیر اہتمام

محدث لائبریری

کتاب وسنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

معزز قارئین توجہ فرمائیں

- کتاب وسنت ڈاٹ کام پر دستیاب تمام الیکٹرانک کتب...عام قاری کے مطالعے کیلئے ہیں۔
- مجلس التحقیق الاسلامی کے علمائے کرام کی باقاعدہ تصدیق واجازت کے بعد (Upload) کی جاتی ہیں۔
- دعوتی مقاصد کیلئے ان کتب کو ڈاؤن لوڈ (Download) کرنے کی اجازت ہے۔

تنبیہ

ان کتب کو تجارتی یا دیگر مادی مقاصد کیلئے استعمال کرنے کی ممانعت ہے کیونکہ یہ شرعی، اخلاقی اور قانونی جرم ہے۔

اسلامی تعلیمات پر مشتمل کتب متعلقہ ناشرین سے خرید کر تبلیغ دین کی کاوشوں میں بھرپور شرکت اختیار کریں

PDF کتب کی ڈاؤن لوڈنگ، آن لائن مطالعہ اور دیگر شکایات کے لیے درج ذیل ای میل ایڈریس پر رابطہ فرمائیں۔

KitaboSunnat@gmail.com

library@mohaddis.com

www.KitaboSunnat.com

بسم اللہ الرحمن الرحیم

وفاق المدارس السلفیہ کے نصاب کے مطابق

فقہ السنۃ

کتاب الایمان، النذور، الاطعمۃ، الذبیحۃ الشرعیۃ الاضحیۃ، اور العقیقۃ کا سلیس و شگفتہ ترجمہ

تالیف

الشیخ سید سابق

ترجمہ

محمد خالد سیف

ناشر

مکتبہ اہلحدیث

امین پور بازار فیصل آباد

041-2624007

0333-6574758

"محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

جملہ حقوق بحق ناشر محفوظ ہیں

نام کتاب — فقہ السنہ

کتاب الایمان، النذور، الاطعمۃ، الذبیحۃ الشرعیۃ
الاضحیۃ، اور العقیقۃ کا سلیس و شگفتہ ترجمہ

باہتمام	----------------	حافظ عمر فاروق
طبع اول	----------------	جنوری 2020ء
تعداد	----------------	1100
قیمت	----------------	/-

اسٹاکسٹ

مکتبہ محمدیہ الثور سنٹر غزنی سٹریٹ اردو بازار لاہور
Phone: +92-300-4826023
E:mail: maktabahmuhammadia@gmail.com

"محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

فہرست عنوانات

مقدمہ از مترجم ---------- 9

علم فقہ کا تعارف ---------- 9

علم فقہ کی اصطلاحی تعریف ---------- 10

علم فقہ کا موضوع ---------- 11

"فقہ السنہ" کے مصنف سید سابق رحمۃ اللہ علیہ — حالات و خدمات ---------- 12

تصنیفی و تالیفی خدمات ---------- 13

فقہ السنۃ — عصر حاضر کا ایک علمی و فقہی شاہکار ---------- 13

الایمان (قسمیں)

تعریف ---------- 16

قسم اللہ تعالیٰ کے نام یا اُس کی کسی صفت کے ذکر ہی کے ساتھ ہوگی ---------- 16

اَیْمُ اللہِ، عَمْرُ اللہِ اور اَقْسَمْتُ عَلَیْكَ کے بھی قسم ہے ---------- 18

مسلمانوں کا قسموں کے ساتھ حلف ---------- 18

اپنے غیر مسلم ہونے یا اسلام سے برأت کی قسم ---------- 19

غیر اللہ کی قسم ممنوع ہے ---------- 20

تعظیم کے بغیر غیر اللہ کی قسم ---------- 21

اللہ تعالیٰ کا مخلوقات کی قسم کھانا ---------- 22

قسم کی شرط اور رکن ---------- 23

قسم کا حکم ---------- 23

قسم کی اقسام ---------- 23

"محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

لغو قسم اور اس کا حکم ---------- 24

اس قسم کا حکم ---------- 24

منعقد قسم اور اس کا حکم ---------- 25

حکم ---------- 25

جھوٹی قسم اور اس کا حکم ---------- 26

قسموں کی بنیاد عرف اور نیت پر ہے ---------- 27

نسیان اور خطا سے قسم نہیں ٹوٹتی ---------- 29

جبر واکراہ کی صورت میں قسم لازم نہیں ---------- 29

قسم میں استثناء ---------- 29

قسم میں تکرار ---------- 30

قسم کا کفارہ ---------- 30

کفارہ کی تعریف ---------- 30

کفارے کی حکمت ---------- 31

کھانا کھلانا ---------- 31

لباس ---------- 32

گردن آزاد کرنا ---------- 33

عدم استطاعت کی صورت میں روزہ ---------- 33

قیمت ادا کرنا ---------- 34

قسم توڑنے سے پہلے اور بعد میں کفارہ ادا کرنا ---------- 34

مصلحت کے لیے قسم توڑنا ---------- 35

قسم کھائی گئی چیز کے اعتبار سے قسم کی قسمیں ---------- 36

"محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

نذر ماننا

نذر کے معنی ---------- 38

نذر ایک قدیم عبادت ہے ---------- 38

نذر، دورِ جاہلیت میں ---------- 39

اسلام میں نذر کا جواز ---------- 40

نذر کب صحیح اور کب صحیح نہیں ہے ---------- 41

نذر مباح ---------- 41

نذر مشروط و غیر مشروط ---------- 43

مردوں کے لیے نذر ---------- 43

کسی مخصوص جگہ پر عبادت کی نذر ---------- 44

کسی خاص بزرگ کے لیے نذر ---------- 46

روزے کی نذر مانی اور پھر عاجز ہو گیا ---------- 46

سارا مال صدقہ کرنے کی قسم کھانا ---------- 46

نذر کا کفارہ ---------- 46

جو شخص فوت ہو جائے اور اس کے ذمہ روزے کی نذر ہو ---------- 47

کھانے

تعریف ---------- 48

شارع نے جن کے مباح ہونے کے بارے میں نص بیان کی ہے ---------- 51

بحری حیوان ---------- 51

نمک لگائی ہوئی مچھلی ---------- 52

وہ حیوان جو خشکی میں بھی ہو اور سمندر میں بھی ---------- 53

خشکی کے حلال جانور ---------- 53

"محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

چرنے والے مویشی جانور ---------- 53
شارع نے جن کی حرمت کو بیان فرمایا ---------- 57
زندہ جانور سے کاٹا گیا گوشت ---------- 59
گدھے اور خچر کی حرمت ---------- 61
درندوں اور شکاری پرندوں کی حرمت ---------- 63
جلالہ جانوروں کی حرمت ---------- 64
گندی چیزوں کی حرمت ---------- 64
شارع نے جن کے مارنے کا حکم دیا ہے وہ حرام ہیں ---------- 66
مسکوت ---------- 67
درآمد شدہ گوشت ---------- 68
حرام کو اضطراری حالت میں کھانا جائز ہے ---------- 69
اضطرار کی حد ---------- 70
مضطر کو کتنا کھانا چاہیے؟ ---------- 71
وہ مضطر نہیں جو ایسی جگہ ہو جہاں کھانا موجود ہو، خواہ وہ کسی غیر کا ہو ---------- 72
کیا علاج کے لیے شراب جائز ہے؟ ---------- 73

ذبح کرنے کا شرعی طریقہ

تعریف ---------- 75
واجبات ---------- 75
مجوسیوں اور صابئوں کا ذبیحہ ---------- 77
مکروہات ---------- 79
قریب المرگ یا مریض حیوان کو ذبح کرنا ---------- 80
مکمل ذبح کرنے سے پہلے ہاتھ اٹھالینا ---------- 81

"محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

ذبح کرنے میں دشواری کی صورت میں حیوان کو زخمی کرنا ---------- 81
پیٹ کے بچے کو ذبح کرنا ---------- 82

قربانی

تعریف ---------- 84
مشروعیت ---------- 84
فضیلت ---------- 85
حکم ---------- 85
قربانی کب واجب ہے؟ ---------- 86
حکم ---------- 86
کس جانور کی قربانی ---------- 86
خصی جانور کی قربانی ---------- 87
جن جانوروں کی قربانی جائز نہیں ---------- 87
ذبح کرنے کا وقت ---------- 88
ایک گھر والوں کی طرف سے ایک قربانی کافی ہے ---------- 89
قربانی میں مشارکت کا جواز ---------- 90
قربانی کے گوشت کی تقسیم ---------- 90
قربانی خود ذبح کی جائے ---------- 90

عقیقہ

تعریف ---------- 92
حکم ---------- 92
فضیلت ---------- 92
لڑکے اور لڑکی کی طرف سے کیا ذبح کیا جائے ---------- 93

"محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

ذبح کا وقت ---- 93
قربانی اور عقیقہ کا اجتماع ---- 93
نام رکھنا اور سر منڈانا ---- 93
پسندیدہ نام ---- 94
بعض نام مکروہ ہیں ---- 94
مولود کے کان میں اذان ---- 94
فرع اور عتیرہ نہیں ہے ---- 95
چھوٹے بچے کے کان میں سوراخ کرنا ---- 96

☆☆☆

"محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

مقدمہ

علم فقہ کا تعارف:

فقہ کے لغوی معنی کسی شے کے علم اور فہم کے ہیں جیسا کہ امام لغت ابن منظور افریقی نے "لسان العرب" میں لکھا ہے۔ ابن الاثیر کی رائے میں اس کے معنی کسی شے کو چیرنے اور کھولنے کے ہیں، جب کہ امام راغب نے "مفردات القرآن" میں اس کے معنی یہ لکھے ہیں کہ موجود علم کی مدد سے غیر موجود علم کا توسع، علم "عام" ہے اور فقہ "خاص"، قرآن مجید میں بھی یہ لفظ اپنے ان لغوی معانی میں مختلف مقامات پر استعمال ہوا ہے مثلاً:

﴿وَطُبِعَ عَلَىٰ قُلُوبِهِمْ فَهُمْ لَا يَفْقَهُونَ﴾ [1]

"ان کے دلوں پر مہر لگادی گئی ہے تو یہ سمجھتے ہی نہیں"

﴿قَالُوا يَا شُعَيْبُ مَا نَفْقَهُ كَثِيرًا مِّمَّا تَقُولُ﴾ [2]

"انہوں نے کہا کہ شعیب تمہاری بہت سی باتیں ہماری سمجھ میں نہیں آتیں"۔

﴿فَلَوْلَا نَفَرَ مِن كُلِّ فِرْقَةٍ مِّنْهُمْ طَائِفَةٌ لِّيَتَفَقَّهُوا فِي الدِّينِ﴾ [3]

"کہ ہر جماعت میں سے چند اشخاص نکل جاتے تا کہ دین (کا علم سیکھتے اور اس) میں سمجھ پیدا کرتے"۔

اس طرح کئی ایک احادیث مبارکہ میں بھی یہ لفظ انہی معنوں میں استعمال ہوا ہے، مثلاً رسول اللہ ﷺ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما کے لیے دعا فرمائی تھی:

---

[1] التوبۃ:87

[2] ہود:91

[3]

"محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

((اَللّٰھُمَّ فَقِّهْهُ فِي الدِّيْنِ))[1]

”اے اللہ! اسے دین کا فہم عطا فرما۔“

مشہور حدیث نبوی ہے:

((مَنْ يُّرِدِ اللّٰهُ بِهٖ خَيْرًا يُّفَقِّهْهُ فِي الدِّيْنِ))[2]

”جس کے ساتھ اللہ تعالیٰ خیر و بھلائی کا ارادہ کرے، اسے دین کا علم اور فہم عطا فرمادیتا ہے۔“

یہ صرف چند مثالیں ہیں ورنہ کتاب اللہ اور سُنّت رسول اللہ ﷺ کے بہت سے مقامات پر یہ لفظ انہی معنوں میں استعمال ہوا ہے، بہر حال کتاب و سُنّت کے ان ارشادات اور ائمہ لغت کے اقوال سے معلوم ہوا کہ لفظ فقہ کے لغوی معنی کسی چیز کا علم و فہم، کسی امر یا مسئلہ کو کھولنا یعنی اس کی حقیقت معلوم کرنا اور اس کی روح تک پہنچنا وغیرہ کے ہیں۔

علم فقہ کی اصطلاحی تعریف:

امام ابو حنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کی طرف منسوب ہے کہ انہوں نے فقہ کی یہ تعریف بیان فرمائی ہے:

هُوَ مَعْرِفَةُ النَّفْسِ مَا لَهَا وَمَا عَلَيْهَا۔[3]

”نفس اور اس کے حقوق و فرائض کی معرفت کا نام فقہ ہے“۔

اور اس میں ہر قسم کی معرفت شامل ہے یعنی تمام علوم دینیہ کی معرفت بلکہ بعض نے اسے مزید وسعت دے کر مَا لَهَا سے تمام حقوق نفس مراد لیے ہیں اور مَا عَلَيْهَا سے انسان کے تمام فرائض اور ذمہ داریاں، اس طرح علم فقہ گویا تمام اعتقادات، تمام وجدانیات اور تمام عملیات کی معرفت کا نام ہے، دوسرے لفظوں میں علم کلام، علم اخلاق و تصوف اور علم معاملات سب فقہ میں شامل ہیں۔

---

[1] صحیح البخاری، حدیث: ۱۴۳

[2] صحیح البخاری حدیث: ۷۱

[3] کشاف اصطلاحات الفنون ج ۱ ص ۳۰

”محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ“

www.KitaboSunnat.com

فقہاء شافعیہ کے نزدیک علم فقہ کی زیادہ معین، زیادہ واضح اور قطعی تعریف یہ ہے:

اَلْفِقْهُ هُوَ الْعِلْمُ بِالْاَحْكَامِ الشَّرْعِيَّةِ الْعَمَلِيَّةِ مِنْ اَدِلَّتِهَا التَّفْصِيْلِيَّةِ[1]

"تفصیلی ادلہ سے احکام شرعیہ عملیہ کے معلوم کرنے کا نام علم فقہ ہے"۔

اور تفصیلی ادلہ سے مراد علم فقہ کے حسب ذیل چار ماخذ ہیں:

(۱) کتاب اللہ (۲) سُنت رسول اللہ ﷺ (۳) اجماع اور (۴) قیاس۔ اب ساری امت کا علم فقہ کی اس تعریف پر اجماع ہو چکا ہے اور فقہ کے تمام مسالک کی بنیاد انہی مذکورہ بالا چار ماخذ پر ہے۔

علم فقہ کا موضوع:

ہر علم کا ایک موضوع، کچھ مسائل اور ایک غرض و غایت ہوتی ہے، علم فقہ کا موضوع ہے:

فِعْلُ الْمُكَلَّفِ مِنْ حَيْثُ الْوُجُوْبِ وَالنُّدْبِ وَالْحِلِّ وَالْحُرْمَةِ[2]

"فعل مکلف بحیثیت وجوب، استحباب اور حل و حرمت"

اس کے مسائل احکام شرعیہ عملیہ ہیں اور اس کی غرض و غایت ہے ان احکام پر عمل کے نتیجے میں دوزخ سے نجات اور جنّت کا حصول۔

مذکورہ بالا تفصیل سے معلوم ہوا کہ علم فقہ تفصیلی ادلّہ کتاب اللہ، سُنت رسول اللہ ﷺ، اجماع امت اور قیاس کی روشنی میں شریعت کے مسائل و احکام کے فہم اور استنباط کے علم کا نام ہے۔ یہ احکام دین اور دنیا یعنی علم دین کے تمام اصول و فروع پر مشتمل ہیں۔ اس علم کا عالم فقیہ کہلاتا ہے لیکن انسانی زندگی میں پیش آنے والی ایسی صورتوں اور

---

[1] کشاف اصطلاحات الفنون، ج۱ص ۳۱

[2] ایضا

"محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

ضرورتوں میں جو نئے استنباط اور اجتہاد کی محتاج ہوں، استنباط واجتہاد کرنے والے کو مجتہد کہا جاتا ہے۔ ہر مجتہد فقیہ بھی ضرور ہوتا ہے لیکن ہر فقیہ کا مجتہد ہونا ضروری نہیں۔

"فقہ السنہ" کے مصنف سید سابق رحمۃ اللہ علیہ

حالات وخدمات

آپ کا اسم گرامی سید سابق محمد التہامی رحمۃ اللہ علیہ ہے، آپ کی ولادت باسعادت 1915ء (۱۳۳۲ھ) کو مصر کی ایک بستی اسطنہا میں ہوئی، جو دریائے نیل کے ڈیلٹا اور مصر کے زیریں علاقے میں واقع ہے، آپ نے سب سے پہلے اپنی اسی بستی میں نہ صرف تجوید اور قرأت کے ساتھ قرآن مجید کی تعلیم حاصل کی بلکہ بچپن ہی میں قرآن مجید کے حفظ کی سعادت بھی حاصل کر لی تھی، پھر آپ نے جامعہ ازہر میں داخلہ لیا اور ازہر کی تعلیم کے ابتدائی مراحل طے کرنے کے بعد شریعت کالج / جامعہ ازہر میں داخلہ لے لیا اور ۱۹۴۷ء میں شہادتِ عالیہ مع اجازۂ تدریس کی ڈگری حاصل کی۔

فراغت کے بعد پہلے آپ نے وزارت تعلیم و تربیت کے کئی مدارس میں تدریس کے فرائض انجام دیے اور پھر آپ کو اپنی مادر علمی اور اسلامی دنیا کی عظیم دانش گاہ ازہر شریف کی مسند تدریس پر جلوہ افروز ہونے کی سعادت حاصل ہوئی۔

ان علمی و تدریسی سرگرمیوں کے ساتھ ساتھ امام حسن البنا شہید رحمۃ اللہ علیہ کے ساتھ بھی آپ کا خصوصی تعلق تھا بلکہ آپ نے ان کے دست حق پرست پر خلافت اسلام، دعوت الی اللہ اور امت مسلمہ کو دین و شریعت کے پرچم تلے جمع کرنے کے لیے سرگرم عمل ہونے پر بیعت بھی کی تھی۔

جامعہ ازہر کی تدریس کو خیرباد کہنے کے بعد آپ نے کئی اہم سرکاری عہدوں پر بھی کام کیا مثلاً مدیر محکمہ اوقاف مصر، وکیل ادارۂ مساجد، وزارت اوقاف مصر، مدیر ادارہ ثقافت، ڈائریکٹر جنرل جامعہ ازہر، علاوہ ازیں آپ نے جامعہ ام القریٰ مکہ مکرمہ میں بھی تدریس کے فرائض انجام دیے، جامعہ ام القریٰ میں پہلے آپ نے "قسم القضاء" اور پھر "قسم الدراسات الشرعیۃ

"محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

العلیا" کے چیئرمین کے طور پر بھی خدمات سرانجام دی ہیں۔

تصنیفی و تالیفی خدمات:

اگرچہ سید سابق رحمۃ اللہ علیہ نے (۱) العقائد الاسلامیہ (۲) اسلامنا اور (۳) عناصر القوی فی الاسلام جیسی بلند پایہ کتب اپنی یادگار چھوڑی ہیں لیکن آپ کا اصل علمی کارنامہ، اہم شاہکار اور وہ کتاب جس نے آپ کی زندگی ہی میں بے پناہ مقبولیت اور شہرت حاصل کر لی تھی وہ "فقہ السنہ" ہے۔

فقہ السُنّۃ —— عصر حاضر کا ایک علمی و فقہی شاہکار:

جامعہ ازہر کے کلیہ شریعہ سے علم حاصل کرنے کی وجہ سے فقہ کی طرف آپ کا میلان زیادہ تھا، سب سے پہلے آپ نے ہفت روزہ مجلہ "الاخوان" میں "فقہ الطہارۃ" —— طہارت سے متعلق فقہی احکام و مسائل کے موضوع پر ایک سلسلۂ مضامین شروع کیا، جس میں آپ نے ہلکے پھلکے اور آسان انداز میں قلم اٹھایا جسے بے حد پسند کیا گیا۔ دراصل آپ نے ایسا اسلوب اختیار کیا جس میں فقہی تعصب اور جمود سے بالاتر ہو کر محض کتاب و سُنّت کے دلائل اور اجماع امت کی روشنی میں فقہی مسائل کو بیان کیا گیا تھا اور پھر مشکل اصطلاحات اور مغلق عبارات کی بجائے آپ نے نہایت آسان، دلنشین اور موثر اسلوب بیان اختیار فرمایا اور اس کے ساتھ اس بات کو بھی بطور خاص ملحوظ رکھا کہ سوائے ناگزیر ضرورت کے فقہی اختلافات کو ذکر نہ کیا جائے اور حسب ضرورت جب فقہی اختلاف کو ذکر کرنا پڑے تو آپ راجح یا ارجح قول کی طرف بھی اشارہ فرما دیتے ہیں، انہی مقالات پر مشتمل "فقہ السنہ" کی پہلی جلد کتابی صورت میں پہلی دفعہ ۱۳۸۸ھ (۱۹۶۸ء) میں دارالبیان، کویت کے زیر اہتمام زیور طباعت سے آراستہ ہوئی جو کہ اخوان المسلمون کے مرشد عام امام حسن البناء کے مقدمہ سے مزین تھی۔ امام حسن البناءؒ نے اپنے مختصر مقدمہ میں کتاب کے فاضل مصنف اور ان کے موثر اور دلنشین اسلوب نگارش کی خوب خوب تحسین فرمائی ہے اور یہ کتاب واقعی ہے ہی قابل تحسین اور جیسا کہ مصنف نے خود اپنے مقدمہ میں لکھا ہے کہ یہ کتاب اس اسلامی فقہ کی صحیح صورت

"محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

پیش کرتی ہے، جس کے ساتھ اللہ تعالیٰ نے حضور سرور کائنات حضرت محمد رسول اللہ ﷺ کو مبعوث فرمایا تھا، یہ کتاب فہم قرآن وسُنت کے دروازہ کو کھولتی ہے، امت کو کتاب وسنت پر جمع کرتی ہے، اختلاف اور فقہی تعصب کا خاتمہ کرتی ہے اور بعض حلقوں کی طرف سے جو یہ شوشہ چھوڑا جاتا ہے کہ اب اجتہاد کا دروازہ بند ہو چکا ہے، اس کے لیے یہ ایک زندہ اور ناقابل تردید ثبوت ہے۔

شیخ سید سابق نے کم وبیش بیس سال کی محنتِ شاقہ کے بعد "فقہ السنہ" کے اس سلسلہ کو مکمل کیا۔ "دارالبیان" کی طرف سے اس کتاب کا شائع ہونے والا اولین ایڈیشن بہت ہی چھوٹے سائز کے چودہ اجزاء پر مشتمل تھا، جو بہت خوبصورت انداز میں طبع ہوا تھا اور پھر بعد میں بڑے سائز کی تین جلدوں پر مشتمل یہ کتاب طبع ہوئی اور اب تک اس کے بیسیوں ایڈیشن طبع ہو چکے ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے فاضل مصنف کے اخلاص کی بدولت ان کی زندگی ہی میں اس کتاب کو بے حد شرفِ قبولیت سے نوازا، عرب ممالک کی بہت سی یونیورسٹیوں میں یہ کتاب داخلِ نصاب ہے۔ معاصر عُلماء نے اسے خراجِ تحسین پیش کیا ہے۔ ڈاکٹر عمر سُلیمان اشقر نے اپنی کتاب "نحو ثقافة اسلامية أصيلة" ص ۱۸۸ مکتبۃ الفلاح، الکویت — میں کتب فقہ کے تعارف میں "المغنی" ابن قدامہ، "المحلیٰ" ابن حزم، "کتاب المجموع" نووی، "کتاب الذخیرہ" قرافی اور حاشیہ ابن عابدین جیسی امہارت کتبِ فقہ کے ذکر کے بعد لکھا ہے:

"ومن افضل المؤلفات كتاب فقه السنة، و مؤلفه كاتب معاصر، هو الشيخ سيد سابق"

"ان کتبِ فقہ میں سب سے افضل کتاب "فقہ السنہ" ہے جس کے مؤلف ہمارے معاصر شیخ سید سابق ہیں۔

"فقہ السنہ" میں بعض ضعیف روایات بھی آگئی تھیں کیونکہ عصمت وکمال تو اللہ تعالیٰ وحدہٗ لاشریک لہٗ کی ذات گرامی ہی کے لیے خاص ہے، اس لیے عصر حاضر کی ایک دوسری

"محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

اہم علمی شخصیت محدث العصر علامہ محمد ناصر الدین البانی رحمۃ اللہ علیہ "الدین النصیحۃ" کے جذبہ سے سرشار ہو کر ان احادیث کی نشان دہی فرمائی اور اس سلسلہ میں اپنی مشہور کتاب — تمام المنۃ فی التعلیق علی فقہ السنۃ — تصنیف فرمائی مگر افسوس کہ آپ اپنی دیگر بے پناہ علمی مصروفیتوں کے باعث یہ کتاب مکمل نہ کر سکے، "تمام المنہ" پہلی جلد کے صرف کتاب الصوم تک کی احادیث کے جائزہ پر مشتمل ہے۔

سید سابق کو اسلامی فقہ کے میدان میں خدماتِ جلیلہ کی وجہ سے سعودی حکومت کی طرف سے ۱۴۱۳ھ میں شاہ فیصل ایوارڈ سے بھی نوازا گیا، یہ ایوارڈ آپ کو اور ایک دوسری اہم علمی شخصیت جناب ڈاکٹر یوسف قرضاوی کو مشترکہ طور پر ملا تھا۔ بہر حال آسمانِ علم و فضل کا یہ آفتاب بھرپور علمی و عملی زندگی بسر کرنے کے بعد ۲۳ ذوالقعدہ ۱۴۲۰ھ بمطابق ۲۷ فروری ۲۰۰۰ء کو پچاسی برس تک جگمگانے کے بعد اتوار کی شام مصر کے افق پر غروب ہو گیا۔ نور اللہ مرقدہ و برد مضجعہ۔

وفاق المدارس السلفیہ پاکستان کے نصاب میں "فقہ السنہ" کے ابواب الایمان، النذور، الاطعمۃ، الذبیحۃ الشرعیۃ، الاضحیۃ اور العقیقہ کو شامل کیا ہے، مکتبہ اہل حدیث امین پور بازار، فیصل آباد کے عزیزم عمر ایوب کے حسب فرمائش انہی ابواب کا ترجمہ عزیز طلبہ کی سہولت اور قارئین کرام کے استفادہ کے لیے پیشِ خدمت ہے، اللہ تعالیٰ اس ادنیٰ سی خدمت کو شرفِ قبولیت سے نوازے آمین یارب العالمین وصلی اللہ علی خیر خلقہ محمد وعلی آلہ و اصحابہ وسلم

۱۲۲ پریل ۲۰۱۹ء

☆☆☆

"محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

الایمان (قسمیں)

تعریف:

''ایمان''، یمین کی جمع ہے، یمین دائیں ہاتھ کو کہتے ہیں، حلف کو یمین اس لیے کہا گیا کہ لوگ جب قسمیں کھاتے تو ایک دوسرے کے ہاتھ کو پکڑ لیتے تھے۔ اس کی وجہ تسمیہ کے بارے میں یہ بھی کہا گیا ہے کہ قسم کھانے سے چیز اس طرح محفوظ ہو جاتی ہے جیسے دائیں ہاتھ میں پکڑی ہوئی چیز محفوظ ہوتی ہے۔

شریعت میں قسم کے معنی اللہ تعالیٰ کے نام یا اس کی صفات میں سے کسی صفت کے ذکر کرنے سے معاملے کی تصدیق یا تاکید کرنے کے ہیں۔ یا یہ ایک ایسا عقد ہے کہ قسم اٹھانے والا کسی کام کے کرنے یا نہ کرنے کے بارے میں اپنے پختہ عزم و ارادے کا اظہار کرتا ہے۔ یاد رہے عربی زبان میں یمین، حلف، ایلاء اور قسم کے الفاظ ایک ہی معنی میں استعمال ہوتے ہیں۔

قسم اللہ تعالیٰ کے نام یا اس کی کسی صفت کے ذکر ہی کے ساتھ ہوگی:

قسم اللہ تعالیٰ کے کسی نام یا اس کی صفات میں سے کسی صفت کے ذکر کے ساتھ ہی ہوگی خواہ وہ صفات ذات ہوں یا صفات افعال مثلاً اللہ کی قسم، اللہ تعالیٰ کی عزت، عظمت، کبریائی، قدرت، ارادے اور علم کی قسم۔ اسی طرح مصحف یا قرآن مجید یا کسی سورہ یا قرآن مجید کی کسی آیت کی قسم کا بھی یہی حکم ہے۔ قرآن مجید میں ارشاد باری تعالیٰ ہے:

﴿وَفِي السَّمَاءِ رِزْقُكُمْ وَمَا تُوعَدُونَ ۝ فَوَرَبِّ السَّمَاءِ وَالْأَرْضِ

"محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

﴿إِنَّهُ لَحَقٌّ مِّثْلَ مَا أَنَّكُمْ تَنطِقُونَ﴾[1]

”اور آسمان میں تمہارا رزق ہے اور وہ کچھ بھی جس کا تم سے وعدہ کیا جاتا ہے، پس آسمان اور زمین کے پروردگار کی قسم! یہ بات ایسے ہی ایک حقیقت ہے جیسے تم بولتے ہو۔“

اور فرمایا:

﴿فَلَا أُقْسِمُ بِرَبِّ الْمَشَارِقِ وَالْمَغَارِبِ إِنَّا لَقَادِرُونَ ○ عَلَىٰ أَن نُّبَدِّلَ خَيْرًا مِّنْهُمْ وَمَا نَحْنُ بِمَسْبُوقِينَ ○﴾[2]

”سو میں مشرقوں اور مغربوں کے مالک کی قسم کھا کر کہتا ہوں کہ ہم یقیناً اس بات پر قادر ہیں کہ ان کے بدلے ان سے بہتر مخلوق لے آئیں اور ہم عاجز و مغلوب نہیں۔“

حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی قسم اس طرح ہوتی تھی:

((لَا، وَمُقَلِّبِ الْقُلُوبِ))[3]

”نہیں، دلوں کو پھیرنے والے کی قسم!“

حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جب مبالغے سے کام لیتے تو یہ الفاظ استعمال فرماتے:

((وَالَّذِي نَفْسُ أَبِي الْقَاسِمِ بِيَدِهِ))[4]

”اس ذات پاک کی قسم! ابو القاسم (صلی اللہ علیہ وسلم) کی جان جس کے ہاتھ میں ہے۔“

---

[1] الذاریات:۲۲-۲۳

[2] المعارج:۴۰-۴۱

[3]

[4] ابو داود

”محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ“

www.KitaboSunnat.com

اَيْمُ اللهِ، عَمْرُ اللهِ اور اَقْسَمْتُ عَلَيْكَ بھی قسم ہے:

اَيْمُ اللهِ کے الفاظ بھی قسم ہیں۔ کیونکہ ان کے معنی ہیں اللہ کی قسم یا اللہ کے حق کی قسم۔ اسی طرح احناف اور مالکیہ کے نزدیک يَمِيْنُ اللهِ بھی قسم ہے کیونکہ اس کے معنی ہیں "میں اللہ کی قسم کھاتا ہوں۔"

شافعیہ کہتے ہیں کہ قسم کے لیے نیت ضروری ہے۔ اگر قسم کھانے والے نے قسم کی نیت کی تو قسم منعقد ہو گی اور اگر اس نے نیت نہ کی تو قسم منعقد نہیں ہو گی۔ امام احمد رحمۃ اللہ علیہ سے اس مسئلے میں دو روایتیں ہیں، جن میں زیادہ صحیح روایت یہ ہے کہ قسم منعقد ہو جائے گی۔ احناف اور مالکیہ کے نزدیک عَمْرُ اللهِ بھی قسم ہے کیونکہ یہ الفاظ اللہ تعالیٰ کے زندہ اور باقی رہنے کے معنی میں ہیں۔

امام شافعی، احمد اور اسحاق رحمۃ اللہ علیہم فرماتے ہیں کہ قسم نیت ہی کے ساتھ ہو گی۔ بعض علماء کے نزدیک اَقْسَمْتُ عَلَيْكَ اور اَقْسَمْتُ بِاللهِ کے الفاظ مطلقاً قسم ہیں اور اکثر علماء کی رائے میں نیت ہی کے ساتھ قسم ہو گی۔ شافعیہ کا مذہب یہ ہے کہ جس میں اللہ کا نام لیا جائے وہ قسم ہو گی اور جس میں اللہ کا نام نہ لیا جائے وہ قسم نہیں ہو گی خواہ قسم کی نیت بھی کیوں نہ ہو۔ امام مالک رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ قسم کھانے والا جب یہ الفاظ استعمال کرے اَقْسَمْتُ بِاللهِ تو یہ قسم ہو گی اور اگر وہ اَقْسَمْتُ یا اَقْسَمْتُ عَلَيْكَ کے الفاظ استعمال کرے تو اس صورت میں قسم صرف اسی صورت میں ہو گی جب قسم کی نیت ہو۔

مسلمانوں کا قسموں کے ساتھ حلف:

قبل ازیں ہم فقہ السنہ کے آٹھویں جزء میں یہ بات بیان کر آئے ہیں کہ مسلمانوں کی قسموں کے ساتھ کوئی چیز لازم نہیں ہوتی۔ مثلاً کوئی شخص قسم کھاتے ہوئے یہ کہے کہ اگر میں نے یہ کام کیا تو مجھ پر ایک مہینے کے روزے یا بیت اللہ شریف کا حج لازم ہو گیا۔ یا یہ کہے کہ اگر میں نے اس طرح کیا تو حلال میرے لیے حرام ہو جائے گا یا یہ کہے کہ اگر میں نے ایسا کام کیا تو میرا سارا مال صدقہ ہو گا۔ اس طرح کے الفاظ استعمال کرنے کی صورت میں اگر کوئی اپنی قسم

"محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

کو توڑ دے تو اس کا کفارہ قسم کا کفارہ ہو گا۔ علماء کے اقوال میں سے یہی قول زیادہ نمایاں ہے جب کہ یہ بھی کہا گیا ہے کہ اس صورت میں کچھ بھی لازم نہیں۔ علاوہ ازیں یہ بھی کہا گیا ہے کہ قسم توڑنے کی صورت میں اس نے جو قسم کھائی تھی وہ لازم ہو جائے گی۔

اپنے غیر مُسلم ہونے یا اسلام سے برأت کی قسم:

اگر کوئی شخص یہ قسم کھائے کہ اگر اس نے یہ کام کیا تو وہ یہودی، نصرانی یا وہ اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول ﷺ سے بری ہو گیا اور پھر اس نے وہ کام کر لیا تو اس بارے میں علماء کی ایک جماعت نے جس میں امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ بھی شامل ہیں، یہ کہا ہے کہ یہ قسم نہیں اور نہ اس میں کفارہ ہے کیونکہ اس سلسلے میں وارد نصوص کا مفہوم سرزنش اور شدید زجر و توبیخ ہے۔ نصوص حسب ذیل ہیں۔

امام ابوداود اور نسائی رحمۃ اللہ علیہم نے حضرت بریدہ اور انھوں نے اپنے والد گرامی سے روایت کیا ہے کہ نبی ﷺ نے فرمایا کہ جو شخص قسم کھاتے ہوئے یہ کہے:

> "میں اسلام سے بری ہوں، اگر وہ جھوٹا ہوا تو وہ ایسے ہے جیسے اس نے کہا[۱] اور اگر سچا ہے تو پھر بھی صحیح سالم اسلام کی طرف نہیں لوٹے گا۔[۲]

اس طرح حضرت ثابت بن ضحاک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی ﷺ سے فرمایا:

> "جس نے قسم کھائی کہ وہ ملت اسلام سے خارج ہو جائے گا تو وہ اسی طرح ہے جیسے اس نے کہا۔"

احناف، امام احمد، اسحاق، سفیان اور اوزاعی کا مذہب یہ ہے کہ یہ قسم ہے اور قسم توڑنے کی

---

[۱] یعنی جیسے اس نے کہا تا کہ اس کے جھوٹ کی اسے سزا ملے۔

[۲] اگر اس کا مقصود اپنی توہین و تذلیل ہے تو وہ کافر نہیں ہو گا۔ اس صورت میں اسے لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ پڑھ لینا چاہیے۔ نیز اللہ تعالیٰ سے توبہ و استغفار کرنا چاہیے اور اگر اس کا مقصود کفر ہی تھا تو وہ بلاشبہ کافر ہو جائے گا۔ والعیاذ باللہ!

"محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

صورت میں قسم کا کفارہ لازم ہو گا۔

غیر اللہ کی قسم ممنوع ہے:

جب قسم اللہ تعالیٰ کے نام یا اس کی صفات میں سے کسی صفت کے ذکر کے ساتھ ہی ہو سکتی ہے تو اس کے علاوہ کسی اور چیز کی قسم حرام ہو گی کیونکہ قسم کا تقاضا ہے کہ جس کی قسم کھائی جائے وہ قابل تعظیم ہو اور تعظیم تو اللہ تعالیٰ وحدہ کی ذات پاک ہی کے لیے خاص ہے۔ لہٰذا جو شخص بھی غیر اللہ یعنی نبی، ولی یا باپ یا کعبہ یا اس جیسی کسی بھی اور چیز کی قسم کھائے تو وہ قسم منعقد نہ ہو گی اور نہ قسم توڑنے کی صورت میں کوئی کفارہ ہو گا۔ البتہ غیر اللہ کی تعظیم کرنے کی وجہ سے وہ گناہ گار ضرور ہو گا۔

(1) حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت عمر رضی اللہ عنہ کو ایک قافلے میں دیکھا کہ وہ اپنے باپ کی قسم کھا رہے تھے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے قافلے والوں سے مخاطب ہو کر فرمایا:

> "بلاشبہ اللہ عزوجل نے تمہیں اس بات سے منع فرمایا ہے کہ اپنے باپوں کی قسم کھاؤ، پس جس نے قسم کھانی ہو تو وہ اللہ تعالیٰ ہی کی قسم کھائے یا خاموش رہے۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ اللہ کی قسم! جب سے میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو اس سے منع فرماتے ہوئے سنا ہے نہ میں نے کبھی خود اپنے باپ کی قسم کھائی اور نہ کسی کی بات بیان کرتے ہوئے ایسی قسم کھائی۔"[1]

(2) حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما نے ایک شخص کو کعبہ کی قسم کھاتے ہوئے سنا تو کہا کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو ارشاد فرماتے ہوئے سنا ہے:

> "جس نے غیر اللہ کی قسم کھائی اس نے شرک کیا۔"

---

[1] یعنی حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے یہ فرمان نبوی سننے کے بعد نہ تو خود کبھی اپنے باپ کی قسم کھائی اور نہ کسی دوسرے کے واقعہ کو بیان کرتے ہوئے ایسی قسم کھائی۔

"محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

③ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

"تم میں سے جس نے قسم کھائی اور اپنی قسم میں یہ کہہ دیا: لات وعزی کی قسم! تو اسے لا الہ الا اللہ پڑھنا چاہیے اور جس نے اپنے ساتھی سے یہ کہا کہ آؤ جواء کھیلیں تو اسے صدقہ کرنا چاہیے۔"[1]

④ ابوداؤد میں ہے: جس نے امانت کی قسم کھائی وہ ہم میں سے نہیں یعنی ہمارے طریقے پر نہیں ہے۔

⑤ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: "تم اپنے باپوں، ماؤں اور بتوں کی قسم نہ کھاؤ صرف اللہ تعالیٰ ہی کی قسم کھاؤ اور قسم اس وقت کھاؤ جب تم سچے ہو۔ (ابوداؤد، نسائی بروایت حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ)

تعظیم کے بغیر غیر اللہ کی قسم:

تعظیم کے لیے غیر اللہ کی قسم کی ممانعت آئی ہے جیسا کہ جو شخص اللہ کی قسم کھاتا ہے تو اللہ تعالیٰ کے ذکر سے اس کا مقصود اللہ تعالیٰ کی تعظیم کرنا ہوتا ہے۔ اگر کوئی شخص غیر اللہ کی قسم کھائے اور اس کا مقصود اس کی تعظیم نہ ہو بلکہ اس کا مقصود محض کلام میں تاکید پیدا کرنا ہو تو مشابہت کی وجہ سے یہ بھی مکروہ ہے۔ کیونکہ اس سے معلوم یہی ہوتا ہے کہ وہ غیر اللہ کی تعظیم بجا لا رہا ہے۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک اعرابی کے بارے میں فرمایا تھا:

"وہ کامیاب ہے، اس کے باپ کی قسم!"

امام بیہقی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ عربوں کی زبان پر اس طرح کے الفاظ کسی قصد و ارادہ کے بغیر جاری ہو جاتے تھے۔ امام نووی رحمۃ اللہ علیہ نے بھی اس رائے کی تائید کرتے ہوئے فرمایا ہے کہ

[1] لات وعزی مکہ والوں کے دو بت تھے، جن کی وہ زمانہ جاہلیت میں قسم کھایا کرتے تھے لہٰذا اب اگر کوئی شخص ان کی قسم کھائے تو وہ کفارے کے طور پر لا الہ الا اللہ پڑھ لے۔ اس طرح جب کوئی شخص اپنے کسی ساتھی سے جواء کھیلنے کا مطالبہ کرے تو اسے کفارے کے طور پر صدقہ کرنا چاہیے۔

"محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

یہ ایک اچھا جواب ہے۔

اللہ تعالیٰ کا مخلوقات کی قسم کھانا:

عربوں میں رواج تھا کہ وہ قسم سے شروع کیے ہوئے کلام کو اہمیت دیتے اور اسے نہایت توجہ سے سنتے تھے۔ وہ سمجھتے تھے کہ متکلم کا قسم کھانا اس بات کی دلیل ہے کہ وہ جو بات کرنا چاہتا ہے اس کے نزدیک اس کی بہت زیادہ اہمیت ہے اور اس نے اپنی بات میں تاکید پیدا کرنے کے لیے قسم کھائی ہے۔ یہی وجہ ہے کہ قرآن مجید میں بھی بہت سی اشیاء کی قسم کھائی گئی ہے۔ مثلاً قرآن مجید کی قسم کھاتے ہوئے فرمایا:

﴿وَالْقُرْاٰنِ الْمَجِيْدِ﴾

"قسم ہے اس قرآن کی جو بڑی شان والا ہے۔"

اسی طرح قرآن مجید میں بعض مخلوقات کی بھی قسمیں کھائی گئی ہیں۔ مثلاً:

﴿وَالشَّمْسِ وَضُحٰهَا﴾

"سورج اور اس کی دھوپ چڑھنے کی قسم"

﴿وَالَّيْلِ اِذَا يَغْشٰى ۝ وَالنَّهَارِ اِذَا تَجَلّٰى﴾

"رات کی قسم جب وہ چھا جائے اور دن کی جب وہ روشن ہو۔"

قرآن مجید میں یہ قسمیں اس لیے کھائی گئی ہیں کہ جن کی قسمیں کھائی گئی ہیں اور جن امور پر قسمیں کھائی گئی ہیں ان میں بہت سی حکمتیں ہیں۔ مثلاً ان اشیاء کی قسمیں کھا کر ان میں عبرت کے مقامات کی طرف توجہ مبذول کرائی گئی اور ان پر غور کی ترغیب دی گئی ہے تاکہ ان کے بارے میں درست توجیہ کو اختیار کیا جا سکے۔

اللہ سبحانہ وتعالیٰ نے قرآن مجید کی قسم اس لیے کھائی تاکہ یہ بیان کیا جا سکے کہ یہ اللہ تعالیٰ کا سچا کلام ہے اور سعادت و کامرانی کے سارے اسباب اسی کے ساتھ وابستہ ہیں۔ فرشتوں کی قسم یہ بیان کرنے کے لیے کھائی گئی ہے کہ وہ اللہ تعالیٰ کے فرماں بردار بندے ہیں اور وہ معبود نہیں ہیں کہ ان کی پوجا کی جائے۔ شمس و قمر اور نجوم و کواکب کی قسم اس لیے

"محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

کھائی گئی کہ ان میں بہت سے فوائد ومنافع ہیں۔ ان میں ایک حال سے دوسرے حال میں تغیّر رونما ہونا ان کے حادث ہونے کی دلیل ہے اور اس بات کی دلیل کہ ان کا ایک خالق وصانع ہے، جو حکیم ہے لہٰذا اس ذات پاک کے شکر ادا کرنے اور اس کی طرف متوجہ ہونے سے غافل نہیں ہونا چاہیے۔ اسی طرح ہوا، کوہِ طور، قلم اور برجوں والے آسمان کی قسم اس لیے کھائی کہ یہ سب اللہ تعالیٰ کی نشانیاں ہیں۔ لہٰذا ان پر غور وفکر کرتے رہنا واجب ہے۔ جن امور پر قسمیں کھائی گئی ہیں ان میں زیادہ اہمیت کے حامل درج ذیل مسائل ہیں: اللہ کی وحدانیت، نبی ﷺ کی نبوت ورسالت، مرنے کے بعد دوبارہ اٹھایا جانا اور قیامت کا برپا ہونا۔ کیونکہ یہ دین کی وہ بنیادیں ہیں جو ہر مُسلمان کے دل میں راسخ ہونی چاہئیں۔

مخلوقات کی قسم کھانا اللہ تعالیٰ کا خاصہ ہے جب کہ انسانوں کے لیے صحیح بات یہ ہے کہ وہ صرف اور صرف اللہ تعالیٰ کی ذات پاک یا اس کی صفات میں سے کسی صفت کی قسم کھائیں جیسا کہ قبل ازیں بیان کیا جاچکا ہے۔

قسم کی شرط اور رکن:

قسم کے لیے شرط ہے کہ قسم کھانے والا عاقل بالغ مُسلمان ہو، قسم کھانے میں نیکی کا امکان ہے اور اپنی مرضی سے قسم کھائے، اگر کسی کو قسم کھانے پر مجبور کیا گیا ہو تو اس کی قسم منعقد نہیں ہوگی۔

قسم کا رکن وہ لفظ ہے جو قسم کے لیے استعمال کیا گیا ہو۔

قسم کا حکم:

قسم کا حکم یہ ہے کہ قسم کھانے والا اگر اس کام کو کرلے جس کی قسم کھائی گئی ہو تو وہ سچا ہوگا اور اگر وہ اس کام کو نہ کرے تو اس کی قسم ٹوٹ جائے گی اور اس پر کفارہ واجب ہوگا۔

قسم کی اقسام:

قسم کی تین قسمیں ہیں:

"محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

① لغو قسم

② منعقد قسم

③ جھوٹی قسم

لغو قسم اور اس کا حکم:

لغو قسم وہ ہے جو کسی قصد وارادہ کے بغیر ہو۔ مثلاً کوئی آدمی اس طرح کہے: اللہ کی قسم تم ضرور کھاؤ یا تم ضرور پیو یا تم ضرور آؤ وغیرہ۔ اس طرح کے الفاظ سے قسم کا قصد اور ارادہ نہیں ہوتا لہٰذا یہ ایک بے معنی بات ہے۔

ام المؤمنین حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ یہ آیت کریمہ:

﴿لَا يُؤَاخِذُكُمُ اللّٰهُ بِاللَّغْوِ فِي أَيْمَانِكُمْ﴾

"اللہ تمہاری لغو قسموں پر تم سے مواخذہ نہیں کرے گا۔"

آدمی کی اس طرح کی بات کے بارے میں نازل ہوئی ہے۔ "نہیں اللہ کی قسم!، کیوں نہیں اللہ کی قسم!، ہر گز نہیں اللہ کی قسم!"[1] (بخاری، مسلم اور دیگر کتب)

امام مالک، احناف، لیث اور اوزاعی رحمۃ اللہ علیہم فرماتے ہیں کہ لغو قسم یہ ہے کہ آدمی ایک ایسی بات کے بارے میں قسم کھائے جسے وہ سچ سمجھتا ہو لیکن وہ اس کے خلاف ظاہر ہو تو یہ گویا خطا ہو گی۔

امام احمد رحمۃ اللہ علیہ کے نزدیک اس بارے میں دونوں مذہبوں کی طرح دو روایتیں ہیں۔

اس قسم کا حکم:

اس طرح کی قسم کا حکم یہ ہے کہ اس میں نہ کوئی کفارہ ہے اور نہ مواخذہ۔

---

[1] لغو قسم سے مراد وہ قسم ہے جو قسم اٹھانے والے کی زبان پر قصد وارادے کے بغیر محض عادت کے طور پر آجائے۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما کا قول ہے کہ لغو قسم وہ ہے جو آپ غصے کی حالت میں کھا لیتے ہیں۔ ان کا دوسرا قول یہ ہے کہ لغو قسم یہ ہے کہ آپ اللہ تعالیٰ کی حلال کردہ کسی چیز کو حرام قرار دے لیں تو اس کا کوئی کفارہ آپ پر نہیں۔ تفصیل کے لیے ملاحظہ فرمائیں تفسیر ابن کثیر۔ سورۃ البقرہ آیت:۲۲۵ (مترجم)

"محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

منعقد قسم اور اس کا حکم

منعقد قسم سے مراد وہ قسم ہے جو کھانے والا پکے قصد وارادہ سے قسم کھائے یعنی وہ لغو قسم نہ ہو جو قصد وارادہ کے بغیر زبان پر جاری ہو جاتی ہے۔ یہ بھی کہا گیا ہے کہ منعقد قسم یہ ہے کہ قسم کھانے والا مستقبل میں کسی کام کے کرنے یا نہ کرنے کی قسم کھائے۔

حکم:

اس کا حکم یہ ہے کہ قسم توڑنے کی صورت میں کفارہ واجب ہو گا۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے:

﴿لَا يُؤَاخِذُكُمُ اللّٰهُ بِاللَّغْوِ فِيْٓ اَيْمَانِكُمْ وَ لٰكِنْ يُّؤَاخِذُكُمْ بِمَا كَسَبَتْ قُلُوْبُكُمْ وَاللّٰهُ غَفُوْرٌ حَلِيْمٌ﴾ [۱]

"اللہ تمہاری لغو قسموں پر تمہیں نہیں پکڑے گا لیکن وہ ان قسموں پر ضرور پکڑے گا جن کا تمہارے دلوں نے ارادہ کیا اور اللہ بہت بخشنے والا، نہایت حوصلے والا ہے۔"

اور فرمایا:

﴿لَا يُؤَاخِذُكُمُ اللّٰهُ بِاللَّغْوِ فِيْٓ اَيْمَانِكُمْ وَ لٰكِنْ يُّؤَاخِذُكُمْ بِمَا عَقَّدْتُّمُ الْاَيْمَانَ فَكَفَّارَتُهٗٓ اِطْعَامُ عَشَرَةِ مَسٰكِيْنَ مِنْ اَوْسَطِ مَا تُطْعِمُوْنَ اَهْلِيْكُمْ اَوْ كِسْوَتُهُمْ اَوْ تَحْرِيْرُ رَقَبَةٍ فَمَنْ لَّمْ يَجِدْ فَصِيَامُ ثَلٰثَةِ اَيَّامٍ ذٰلِكَ كَفَّارَةُ اَيْمَانِكُمْ اِذَا حَلَفْتُمْ وَ احْفَظُوْٓا اَيْمَانَكُمْ كَذٰلِكَ يُبَيِّنُ اللّٰهُ لَكُمْ اٰيٰتِهٖ لَعَلَّكُمْ تَشْكُرُوْنَ﴾ [۲]

"اللہ تعالیٰ تمہاری لغو قسموں پر تو گرفت نہیں کرے گا لیکن جو قسمیں تم سچے دل سے کھاتے ہو ان پر ضرور مؤاخذہ کرے گا (اگر تم ایسی قسم توڑ دو تو) اس کا کفارہ دس مسکینوں کا اوسط درجے کا کھانا ہے، جو تم اپنے اہل و

[۱] البقرہ:۲۲۵

[۲] المائدہ:۸۹

"محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

عیال کو کھلاتے ہو یا ان کی پوشاک ہے یا ایک غلام کو آزاد کرنا ہے اور جسے یہ میسر نہ ہوں وہ تین دن کے روزے رکھے۔ یہ تمھاری قسموں کا کفارہ ہے جب تم قسم اٹھا کر توڑ دو اور (بہتر یہی ہے کہ) اپنی قسموں کی حفاظت کیا کرو، اللہ تعالیٰ اسی طرح تمھارے لیے اپنے احکام کھول کر بیان کرتا ہے تاکہ تم اس کا شکر ادا کرو۔"

جھوٹی قسم اور اس کا حکم:

یمین غموس کا دوسرا نام "صابرہ" بھی ہے اور اس سے مراد وہ جھوٹی قسم ہے جو حقوق تلف کرنے کے لیے کھائی جائے یا دھوکا اور خیانت کے لیے کھائی جائے۔

یہ کبیرہ گناہوں میں سے ایک بڑا گناہ ہے لیکن اس میں کفارہ نہیں۔[1] کیونکہ یہ اس قدر بڑا گناہ ہے کہ کسی کفارے سے بھی اس کی تلافی نہیں ہو سکتی۔ اسے غموس اس لیے کہتے ہیں کہ یہ جھوٹی قسم اٹھانے والے کو آتشِ دوزخ میں ڈبو دیتی ہے۔

جھوٹی قسم کھانے کی صورت میں توبہ واجب ہے اور اگر اس سے حقوق ضائع ہوئے ہوں تو حق داروں کے حقوق ادا کرنا بھی واجب ہے۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے:

﴿وَ لَا تَتَّخِذُوْۤا اَيْمَانَكُمْ دَخَلًۢا بَيْنَكُمْ فَتَزِلَّ قَدَمٌۢ بَعْدَ ثُبُوْتِهَا وَ تَذُوْقُوا السُّوْٓءَ بِمَا صَدَدْتُّمْ عَنْ سَبِيْلِ اللّٰهِ وَ لَكُمْ عَذَابٌ عَظِيْمٌ﴾[2]

"اور تم اپنی قسموں کو باہم فریب دینے کا ذریعہ نہ بناؤ کہ (اسلام پر کسی کا) قدم جمنے کے بعد ڈگمگا جائے اور تم (دنیا میں) اس کی سزا چکھو کہ تم نے (اسے) اللہ کی راہ سے روکا اور (آخرت میں) تمہارے لیے بہت بڑا عذاب ہوگا۔"

---

[1] امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ اور ایک روایت کے مطابق امام احمد رحمۃ اللہ علیہ کا بھی قول ہے کہ اس میں کفارہ ہے۔

[2] النحل: ۹۴

"محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

① امام احمد اور ابو الشیخ رحمہما اللہ نے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

"پانچ گناہ ایسے ہیں کہ جن کا کفارہ نہیں۔ اللہ تعالیٰ کے ساتھ شرک کرنا، کسی جان کو ناحق قتل کرنا، کسی مومن پر بہتان لگانا اور جھوٹی قسم کھانا تاکہ اس کے ساتھ ناحق مال قطع کر لیا جائے۔"

② امام بخاری رحمہ اللہ نے حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے کہ کبیرہ گناہ یہ ہیں:

"اللہ تعالیٰ کے ساتھ شرک کرنا، والدین کی نافرمانی کرنا، کسی جان کو قتل کرنا اور جھوٹی قسم کھانا۔"

③ امام ابوداود رحمۃ اللہ علیہ نے حضرت عمران بن حصین رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

"جس نے جھوٹی قسم کھائی وہ اپنے چہرے کے ساتھ جہنم میں ٹھکانہ بنالے۔"

قسموں کی بنیاد عرف اور نیت پر ہے:

قسموں کی بنیاد اس عرف پر ہے جو لوگوں میں رائج ہو، لغوی دلالات اور شرعی اصطلاحات پر نہیں۔ اگر کوئی شخص یہ قسم کھائے کہ وہ گوشت نہیں کھائے گا اور مچھلی کھالے تو اس کی قسم نہیں ٹوٹے گی۔ اگرچہ اللہ تعالیٰ نے مچھلی کا نام بھی گوشت رکھا ہے۔ ہاں البتہ اگر وہ اس کی نیت کرے یا اس کی قوم کے عرف میں گوشت کے عموم میں مچھلی بھی شامل ہو تو پھر مچھلی کھانے کی صورت میں اس کی قسم ٹوٹ جائے گی۔

جس نے توریہ[1] سے کام لیتے ہوئے قسم کھائی تو اعتبار اس کی نیت کا ہوگا اس کے الفاظ کا نہیں۔ ہاں البتہ اگر کوئی دوسرا شخص اس سے کسی چیز کے بارے میں حلف لے تو اعتبار حلف لینے

[1] توریہ کا مطلب ہے کہ اصل بات کو چھپا کر دوسری بات ظاہر کرنا (مترجم)

"محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

والے کی نیت کا ہو گا۔ حلف اٹھانے والے کی نیت کا نہیں ورنہ فیصلوں میں قسموں کا کوئی فائدہ ہی نہیں۔

امام نووی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ قسم ہر حال میں قسم کھانے والے کی نیت کے مطابق ہوتی ہے۔ہاں البتہ اگر کسی دعویٰ میں قاضی یا اس کا نائب قسم کا مطالبہ کرے تو وہ قسم قاضی یا اس کے نائب کی نیت کے مطابق ہو گی اور اس حال میں توریہ بھی صحیح نہیں ہو گا۔ جب کہ دیگر تمام احوال میں صحیح ہوتا ہے اور توریہ سے کام لینے کی صورت میں قسم بھی نہیں ٹوٹتی البتہ کسی باطل کام کے لیے توریہ سے کام لینا حرام ہے۔

اس بات کی دلیل کہ اعتبار قسم کھانے والے کی نیت کا ہوتا ہے۔ الا یہ کہ کوئی دوسرا شخص اس سے قسم کا مطالبہ کرے، وہ حدیث ہے جسے امام ابو داؤد رحمۃ اللہ علیہ اور امام ابن ماجہ رحمۃ اللہ علیہ نے حضرت سوید بن حنظلہ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ ہم نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضری کے ارادے سے روانہ ہوئے۔ حضرت وائل بن حجر رضی اللہ عنہ بھی ہمارے ساتھ تھے۔ انھیں ان کے ایک دشمن نے پکڑ لیا تو لوگوں نے قسم کھانے میں حرج محسوس کیا۔ جب کہ میں نے قسم کھالی کہ یہ میرا بھائی ہے۔ تو اس نے انہیں چھوڑ دیا۔ ہم جب نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے تو میں نے آپ کی خدمت میں عرض کیا کہ دوسرے لوگوں نے تو قسم کھانے میں حرج محسوس کیا تھا لیکن میں نے قسم کھالی کہ یہ میرے بھائی ہیں۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: تم نے سچ کہا کیونکہ مُسلمان مُسلمان کا بھائی ہے۔

اس بات کی دلیل کہ جب کسی چیز کے بارے میں قسم لی جائے تو اعتبار قسم لینے والے کی نیت کا ہو گا، وہ حدیث ہے جسے امام مُسلم، ابوداؤد اور ترمذی رحمۃ اللہ علیہم نے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

"قسم حلف لینے والے کی نیت کے مطابق ہوتی ہے"۔

ایک روایت میں ہے:

"تمہاری قسم وہ ہے جس پر تمہارا ساتھی تمہیں سچا سمجھے"۔

"محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

ساتھی سے مراد حلف کا مطالبہ کرنے والا ہے اور وہ دونوں ہی قسم کے طالب ہوتے ہیں۔

نسیان اور خطا سے قسم نہیں ٹوٹتی:

جس نے قسم کھائی کہ وہ یہ کام نہیں کرے گا اور پھر اس نے بھول کر یا غلطی سے وہ کام کر لیا تو اس کی قسم نہیں ٹوٹے گی کیونکہ نبی ﷺ نے فرمایا:

"بلاشبہ اللہ تعالیٰ نے میری امت کی بھول چوک، غلطی اور جس پر انہیں مجبور کیا گیا ہو معاف فرمادیا ہے۔"

اور ارشاد باری تعالیٰ ہے:

﴿وَلَيْسَ عَلَيْكُمْ جُنَاحٌ فِيمَا أَخْطَأْتُم بِهِ﴾[1]

"اور کوئی بات تم بھول چوک کی بنا پر کہہ دو تو اس میں تم پر کوئی گناہ نہیں۔"

جبر واکراہ کی صورت میں قسم لازم نہیں:

اس قسم کو پورا کرنا لازم نہیں جس پر آدمی کو مجبور کر دیا گیا ہو اور نہ ایسی قسم توڑنے کی صورت میں کفارہ ہے اور اس کی دلیل مذکورہ بالا حدیث ہے اور اس لیے بھی کہ مجبور انسان کا اپنا کوئی ارادہ نہیں ہوتا اور ارادہ کے مفقود ہونے سے پابندی ساقط ہو جاتی ہے۔ یہی وجہ ہے کہ ائمہ ثلاثہ کا مذہب یہ ہے کہ جبر واکراہ کی صورت میں قسم منعقد ہی نہیں ہوتی جب کہ امام ابو حنیفہ رحمہ اللہ علیہ کا مذہب یہ ہے کہ اس صورت میں بھی قسم منعقد ہو جاتی ہے۔

قسم میں استثناء:

جس نے قسم کھاتے ہوئے ان شاء اللہ کہہ دیا تو اس نے استثناء کر لیا، قسم پورا نہ کرنے کی صورت میں بھی اس کی قسم نہیں ٹوٹے گی۔ جیسا کہ حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ نبی ﷺ نے فرمایا کہ جس نے قسم کھاتے ہوئے ان شاء اللہ کہہ دیا تو (قسم توڑنے کی صورت

[1] الاحزاب:۵

"محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

میں) اسے گناہ نہیں ہو گا۔ اسے امام احمد رحمۃ اللہ علیہ اور دیگر محدثین نے روایت کیا اور امام ابن حبان رحمۃ اللہ علیہ نے اس حدیث کو صحیح قرار دیا ہے۔

قسم میں تکرار:

جب کسی ایک چیز یا بہت سی چیزوں کے بارے میں بار بار قسم کھائی جائے اور پھر قسم توڑ دی جائے تو امام ابو حنیفہ، امام مالک اور ایک روایت کے مطابق امام احمد رحمۃ اللہ علیہم کا قول یہ ہے کہ ہر قسم کے توڑنے پر کفارہ ہو گا جب کہ حنابلہ کے نزدیک جب کفارہ ادا کرنے سے قبل اگر کسی شخص کے ذمہ کئی قسمیں ہوں اور وہ سب ایک ہی وجہ سے ہوں تو ان سب کا ایک کفارہ ہو گا کیونکہ یہ سب کفارے ایک ہی جنس کے ہیں اور اگر قسموں کے موجب مختلف ہوں۔ مثلاً ظہار کا کفارہ اور قسم کا کفارہ تو اس صورت میں دو کفارے لازم ہوں گے کیونکہ یہ الگ الگ ہیں اور ایک دوسرے میں داخل نہیں۔

قسم کا کفارہ

کفارہ کی تعریف:

کفارہ، کفر مصدر سے مبالغے کا صیغہ ہے جس کے معنی پردہ پوشی کے ہیں۔ یہاں کفارہ سے مقصود ایسے اعمال ہیں جو بعض گناہوں کا کفارہ بن جاتے اور ان پر پردہ ڈال دیتے ہیں۔ جس کی وجہ سے گناہوں کا کوئی اثر باقی نہیں رہتا اور نہ ان کا دنیا یا آخرت میں کوئی مواخذہ ہوتا ہے۔ منعقد ہونے والی قسم کا کفارہ جب قسم کھانے والا اسے توڑ دے، درج ذیل ہے:

① کھانا کھلانا

② کپڑے دینا

③ گردن آزاد کرنا

کفارہ ادا کرنے والا ان میں سے جس صورت کو چاہے اختیار کرے اور جسے ان میں سے کسی چیز کی بھی استطاعت نہ ہو تو وہ تین روزے رکھ لے۔

"محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

کفارہ کی ان تینوں صورتوں میں ادنیٰ سے اعلیٰ کی طرف ترتیب ملحوظ رکھی گئی ہے۔ ادنیٰ درجہ کھانا کھلانا، درمیانی درجہ کپڑے دینا اور اعلیٰ درجہ غلام کو آزاد کرنا ہے۔ ارشادِ باری تعالیٰ ہے:

﴿فَكَفَّارَتُهُ إِطْعَامُ عَشَرَةِ مَسَاكِينَ مِنْ أَوْسَطِ مَا تُطْعِمُونَ أَهْلِيكُمْ أَوْ كِسْوَتُهُمْ أَوْ تَحْرِيرُ رَقَبَةٍ فَمَنْ لَمْ يَجِدْ فَصِيَامُ ثَلَاثَةِ أَيَّامٍ ذَٰلِكَ كَفَّارَةُ أَيْمَانِكُمْ إِذَا حَلَفْتُمْ وَاحْفَظُوا أَيْمَانَكُمْ كَذَٰلِكَ يُبَيِّنُ اللَّهُ لَكُمْ آيَاتِهِ لَعَلَّكُمْ تَشْكُرُونَ﴾ [1]

"اس کا کفارہ دس مسکینوں کا اوسط درجے کا کھانا ہے جو تم اپنے اہل و عیال کو کھلاتے ہو یا ان کی پوشاک ہے یا ایک غلام کو آزاد کرنا ہے اور جسے یہ میسر نہ ہوں وہ تین دن کے روزے رکھے۔ یہ تمہاری قسموں کا کفارہ ہے جب تم قسم اٹھا کر توڑ دو اور (بہتر یہی ہے کہ) اپنی قسموں کی حفاظت کیا کرو، اللہ تعالیٰ اس طرح تمہارے لیے اپنے احکام کھول کر بیان کرتا ہے تاکہ تم اس کا شکر ادا کرو۔"

کفارے کی حکمت:

قسم توڑنا خلاف ورزی اور عدم وفا ہے لہٰذا اس کے ازالے کے لیے کفارہ واجب ہے۔

کھانا کھلانا:

کھانے کی مقدار اور نوعیت کے بارے میں کوئی نص شرعی وارد نہیں، اس طرح کے تمام امور و معاملات میں اندازہ عرف کے مطابق لگایا جاتا ہے۔ لہٰذا کھانا اس طرح کا ہوگا جیسا کہ وہ اکثر و بیشتر اپنے اہل و عیال کو کھلاتا ہے نہ بہت اعلیٰ قسم کا جس کا خصوصی مواقع اور تقریبات میں اہتمام کیا جاتا ہے اور نہ ہی بہت ادنیٰ قسم کا جیسا کہ بعض اوقات کھایا جاتا ہے۔ اگر انسان کی اپنے گھر میں زیادہ تر عادت گوشت، سبزی اور گندم کی روٹی کھانے کی

[1] المائدہ:۸۹

"محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

ہے تو اس سے کم تر درجے کے کھانے سے کفارہ ادا نہ ہو گا، کفارہ اسی طرح یا اس سے بھی اعلیٰ درجے کا کھانا کھلانے سے ادا ہو گا کیونکہ اسی طرح کا کھانا اوسط درجے کا ہو گا اور اعلیٰ وہ ہو گا جو اس سے زیادہ اچھا ہو اور یہ افراد اور علاقوں کے اعتبار سے مختلف ہو سکتا ہے۔

امام مالک رحمۃ اللہ علیہ کی رائے تھی کہ مدینہ میں ایک مُد کھانا دینا کافی ہو گا۔ جب کہ دیگر شہروں کا معیارِ زیست ہم سے مختلف ہے۔ لہٰذا وہ اپنے معمول زندگی کے مطابق کفارہ ادا کریں کیوں کہ ارشاد باری تعالیٰ ہے:

﴿مِنْ اَوْسَطِ مَا تُطْعِمُوْنَ اَهْلِيْكُمْ﴾

"اوسط درجے کا کھانا جو تم اپنے اہل و عیال کو کھلاتے ہو۔"

امام داؤد (ظاہری) اور ان کے اصحاب کا بھی یہی مذہب ہے۔

فقہاء نے یہ شرط بھی بیان کی ہے کہ دس مسکین مُسلمان ہوں، جب کہ امام ابو حنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کے نزدیک ذمی فقراء کو بھی دینا جائز ہے۔

اگر ایک مسکین کو دس دن کھانا کھلا دیا جائے تو امام ابو حنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کے نزدیک یہ جائز ہے جب کہ دیگر ائمہ نے کہا ہے کہ یہ ایک ہی مسکین کا کھانا ہو گا۔

کھانے کا کفارہ اس شخص پر واجب ہے جسے اس کی استطاعت ہو یعنی اس کے پاس اپنے اور اپنے اہل و عیال کے نفقہ سے زیادہ موجود ہو۔

بعض عُلماء نے استطاعت کا اندازہ اس طرح مقرر کیا ہے کہ اس کے پاس پچاس درہم موجود ہوں جیسا کہ امام قتادہ رحمۃ اللہ علیہ نے کہا ہے یا بیس درہم ہوں جیسا کہ امام نخعی کا قول ہے۔

لباس:

لباس سے مراد ایسا کپڑا ہے جسے لباس کہا جاتا ہو جس کی کم سے کم صورت یہ ہے کہ مساکین عموماً اس طرح کا لباس پہنتے ہوں کیونکہ آیت کریمہ میں اس طرح کی کوئی قید نہیں بیان کی گئی کہ وہ اوسط درجے کا ہو یا وہ ایسا لباس ہو جسے وہ اپنے اہل و عیال کو پہناتا ہو۔ بہر حال

"محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

اس سلسلے میں قمیص شلوار کافی ہے۔ اسی طرح عبا یا تہبند اور چادر بھی کافی ہے۔ البتہ ٹوپی یا عمامہ یا جوتا یا رومال یا تولیہ کافی نہیں ہوگا۔

امام حسن بصری اور ابن سیرین کا قول ہے کہ ہر مسکین کو دو دو کپڑے دینا واجب ہے۔

حضرت سعید بن مسیب رحمۃ اللہ علیہ سے روایت ہے کہ سر پر باندھنے کے لیے عمامہ اور تن بدن ڈھانپنے کے لیے عبا کافی ہے۔ عطاء، طاؤس اور امام نخعی رحمۃ اللہ علیہم کا قول ہے کہ ایک جامع کپڑا ہونا چاہیے جیسا کہ چادر یا ایسا کپڑا جو لباس کے اوپر پہنا جاتا ہے۔

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ ہر مسکین کو چغہ یا شملہ دیا جائے۔ امام مالک رحمۃ اللہ علیہ اور امام احمد رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ ہر مسکین کو خواہ وہ مرد ہو یا عورت اس کے حسب حال ایسا لباس دیا جائے جس میں نماز ادا کرنا درست ہو۔

گردن آزاد کرنا:

یعنی کسی غلام کو آزاد کر کے اس کی گردن کو غلامی سے آزاد کر دیا جائے خواہ وہ غلام کافر ہی کیوں نہ ہو، تاکہ آیت کے اطلاق کے مطابق عمل ہو سکے۔ یہ امام ابو حنیفہ، ابو ثور اور ابن المنذر رحمۃ اللہ علیہم کا قول ہے۔

جمہور فقہاء کے نزدیک ایمان شرط ہے اور وہ کہتے ہیں کہ یہاں اگرچہ الفاظ مطلق ہیں لیکن انہیں بھی قتل اور ظہار کے کفارہ میں مذکور مقید الفاظ پر محمول کیا جائے گا اور وہ مقید الفاظ یہ ہیں:

﴿فَتَحۡرِيرُ رَقَبَةٖ مُّؤۡمِنَةٖ﴾ [۱]

"ایک مومن غلام کو آزاد کرنا ہے۔"

عدم استطاعت کی صورت میں روزہ:

جس شخص کو کفارہ کی ان تین صورتوں میں سے کسی ایک کی بھی استطاعت نہ ہو تو وہ تین دن کے روزے رکھ لے۔ اگر بیماری کی وجہ سے اسے روزے کی استطاعت نہ ہو تو وہ نیت

[۱] النساء: ۹۲

"محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

کر لے کہ بوقت استطاعت روزے رکھ لے گا اور اگر اسے استطاعت حاصل ہی نہ ہو تو اللہ تعالیٰ کی طرف سے معافی اس کے لیے کافی ہوگی۔

یاد رہے کہ روزوں کے لیے یہ شرط نہیں کہ انھیں مسلسل رکھا جائے۔ البتہ مسلسل رکھنے جائز ہیں جیسا کہ الگ الگ رکھنا بھی جائز ہیں۔ اس بارے میں حنفیہ اور حنابلہ نے جو یہ شرط بیان کی ہے کہ روزے مسلسل رکھے جائیں تو یہ صحیح نہیں کیونکہ ان کا استدلال ایک ایسی قرأت سے ہے جس میں متتابعات کا لفظ ہے۔ لیکن یہ قرأت شاذ ہے اور شاذ قرأت سے استدلال نہیں کیا جا سکتا کیونکہ شاذ قرأت قرآن نہیں اور کسی حدیث میں بھی اس کا ذکر نہیں کہ اسے اس آیت کی تفسیر کہا جا سکے۔

قیمت ادا کرنا:

ائمہ ثلاثہ کا اتفاق ہے کہ قسم کے کفارے میں کھانے اور کپڑے کے بجائے قیمت ادا کرنا جائز نہیں جب کہ امام ابو حنیفہ رحمۃ اللہ علیہ نے اسے جائز قرار دیا ہے۔

قسم توڑنے سے پہلے اور بعد میں کفارہ ادا کرنا

فقہاء کا اتفاق ہے کہ کفارہ اس وقت واجب ہو گا جب وہ قسم توڑے گا۔ قسم توڑنے سے پہلے کفارہ ادا کرنے کے بارے میں اختلاف ہے۔ جمہور فقہاء کی رائے ہے کہ قسم توڑنے سے پہلے بھی کفارہ ادا کرنا جائز ہے اور بعد میں بھی۔ کیونکہ مسلم، ابوداؤد اور ترمذی میں حدیث ہے:

"جس نے قسم کھائی اور وہ کسی دوسری چیز کو اس سے بہتر سمجھتا ہو تو وہ قسم کا کفارہ ادا کر کے اس بہتر کام کو کر لے۔"

اس حدیث سے معلوم ہوا کہ قسم توڑنے سے پہلے بھی کفارہ ادا کرنا جائز ہے اور جب قسم توڑنے سے پہلے کفارہ ادا کر دیا جائے تو قسم توڑنا گناہ نہیں ہو گا کیونکہ پیشگی کفارہ ادا کرنے سے وہ چیز مباح ہو جاتی ہے جس کے لیے قسم کھائی گئی تھی۔

صحیح مسلم کی حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ کفارہ میں تاخیر بھی جائز ہے کیونکہ رسول

"محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

اللہ ﷺ نے فرمایا:

''جس نے کسی چیز کی قسم کھائی اور پھر اس نے دیکھا کہ اس کے علاوہ کوئی اور چیز بہتر ہے تو وہ بہتر کو اختیار کر لے اور اپنی قسم کا کفارہ ادا کر دے۔''

دوسرے لوگوں کا کہنا ہے کہ پہلے قسم توڑنا کوئی معصیت کا کام شروع کرنے کے مترادف ہے، ممکن ہے کہ وہ کفارہ ادا کرنے سے پہلے ہی فوت ہو جائے۔ رسول اللہ ﷺ نے جو پہلے کفارہ ادا کرنے کا حکم دیا شاید اس میں یہی حکمت ہو۔

امام ابو حنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کی رائے میں کفارہ قسم توڑنے کے بعد ہی ادا کرنا صحیح ہے کیونکہ کفارہ قسم توڑنے ہی کی صورت میں واجب ہوتا ہے اور نبی ﷺ کے فرمان:

''قسم کا کفارہ دے دے اور وہ کام کرلے جو بہتر ہے۔''

کے معنی یہ ہیں کہ وہ کفارہ ادا کرنے کا قصد کرے جیسا کہ ارشادِ باری تعالیٰ ہے:

﴿فَاِذَا قَرَاْتَ الْقُرْاٰنَ فَاسْتَعِذْ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطٰنِ الرَّجِيْمِ﴾ [1]

''پھر جب آپ قرآن پڑھنے لگیں تو شیطان مردود سے اللہ کی پناہ مانگیں۔''

یعنی جب آپ قرآن مجید پڑھنے کا ارادہ کریں تو تعوذ پڑھ لیا کریں۔ لیکن پہلا قول زیادہ راجح ہے۔

مصلحت کے لیے قسم توڑنا:

اصول تو یہی ہے کہ قسم کھانے والے کو اپنی قسم پوری کرنی چاہیے۔ اگر قسم توڑنے میں راجح مصلحت ہو تو پھر قسم توڑنا بھی جائز ہے۔ ارشادِ باری تعالیٰ ہے:

﴿وَ لَا تَجْعَلُوا اللّٰهَ عُرْضَةً لِّاَيْمَانِكُمْ اَنْ تَبَرُّوْا وَ تَتَّقُوْا وَ تُصْلِحُوْا

---

[1] النحل: ۹۸

''محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ''

www.KitaboSunnat.com

بَيْنَ النَّاسِ وَاللّٰهُ سَمِيْعٌ عَلِيْمٌ﴾[1]

”اور تم اللہ کا نام اپنی قسموں کے لیے استعمال نہ کرو، یہ کہ تم نیکی (نہیں) کرو گے اور تقویٰ (نہیں) اپناؤ گے اور لوگوں کے درمیان صلح (نہیں) کراؤ گے اور اللہ سننے والا، جاننے والا ہے۔“

یعنی اللہ کی قسم کو تم اپنے لیے نیکی، تقویٰ اور صلح کرانے میں مانع نہ سمجھو۔ ارشادِ باری تعالیٰ ہے:

﴿قَدْ فَرَضَ اللّٰهُ لَكُمْ تَحِلَّةَ اَيْمَانِكُمْ﴾[2]

”تحقیق اللہ نے تمہارے لیے تمہاری ناجائز قسمیں کھولنا (توڑنا) فرض کر دیا ہے۔“

یعنی اللہ تعالیٰ نے تمہارے عمل کفارہ کے ساتھ قسموں کو توڑنا مشروع قرار دے دیا ہے، امام احمد، بخاری اور مسلم رحمۃ اللہ علیہم نے روایت کیا ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

”جب تم کوئی قسم کھاؤ اور پھر اس کے علاوہ کسی دوسرے کام کو اس سے بہتر سمجھو تو جو بہتر ہے اسے اختیار کر لو اور اپنی قسم کا کفارہ دے دو۔“

قسم کھائی گئی چیز کے اعتبار سے قسم کی قسمیں:

جس چیز کے بارے میں قسم کھائی گئی ہو تو اس کے اعتبار سے قسم کی حسب ذیل صورتیں ممکن ہیں:

① کسی واجب فعل کے کرنے یا حرام کے نہ کرنے کی قسم کھالے تو اس صورت میں قسم توڑنا حرام ہے کیونکہ اللہ تعالیٰ نے اپنے بندوں کو جس عبادت کا مکلف قرار دیا ہے، یہ اسی کی تاکید ہے۔

② کسی واجب کے ترک کرنے یا کسی حرام کام کے کرنے کی قسم کھالے تو ایسی قسم کو

---

[1] البقرہ: ۲۲۴

[2] تحریم: ۲

”محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ“

www.KitaboSunnat.com

لہ تعالیٰ نے حضرت مریم علیہا السلام کو نذر کا حکم دیتے ہوئے فرمایا:

﴿فَاِمَّا تَرَيِنَّ مِنَ الْبَشَرِ اَحَدًا فَقُوْلِيْٓ اِنِّيْ نَذَرْتُ لِلرَّحْمٰنِ صَوْمًا فَلَنْ اُكَلِّمَ الْيَوْمَ اِنْسِيًّا﴾[1]

”پھر اگر تو انسانوں میں سے کسی کو دیکھے تو اس سے کہہ دینا: بے شک میں نے رحمان کے لیے روزے کی نذر مانی ہے۔ لہٰذا آج میں کسی انسان سے ہرگز کلام نہیں کروں گی۔“

دورِ جاہلیت میں:

لہ تعالیٰ نے اہل جاہلیت کے بارے میں ذکر فرمایا ہے کہ وہ اپنے معبودوں کے تقرب لیے نذریں مانا کرتے تھے تاکہ وہ اللہ تعالیٰ کے ہاں ان کی شفاعت کر سکیں اور انھیں اللہ یب کر دیں۔ ارشادِ باری تعالیٰ ہے:

﴿وَ جَعَلُوْا لِلّٰهِ مِمَّا ذَرَاَ مِنَ الْحَرْثِ وَ الْاَنْعَامِ نَصِيْبًا فَقَالُوْا هٰذَا لِلّٰهِ بِزَعْمِهِمْ وَ هٰذَا لِشُرَكَآئِنَا فَمَا كَانَ لِشُرَكَآئِهِمْ فَلَا يَصِلُ اِلَى اللّٰهِ وَ مَا كَانَ لِلّٰهِ فَهُوَ يَصِلُ اِلٰى شُرَكَآئِهِمْ سَآءَ مَا يَحْكُمُوْنَ﴾[2]

”اور جو کھیتی اور مویشی اللہ نے پیدا کیے تھے ان لوگوں نے ان چیزوں میں (اللہ کے سوا دوسروں کا بھی) حصہ مقرر کر دیا اور اپنے گمان باطل سے یوں کہتے ہیں کہ یہ حصہ تو اللہ کا ہے اور یہ ہمارے شریکوں کا ہے۔ اب جو حصہ ان شریکوں کا ہوتا وہ تو اللہ کے حصہ میں شامل نہ ہو سکتا تھا اور جو حصہ اللہ تعالیٰ کا ہوتا وہ ان کے شریکوں کے حصہ میں شامل ہو سکتا تھا، کتنا برا فیصلہ کرتے تھے یہ لوگ۔“

---

[1] مریم:۲٦

[2] الانعام:۱۳٦

"محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

نذر ماننا

نذر کے معنی:

نذر کے معنی یہ ہیں کہ کسی ایسے نیک کام کو اپنے لیے لازم قرار دے دیا جائے جس سے اللہ تعالیٰ کی قربت حاصل ہو، لیکن اصل شرع میں وہ لازم نہ ہو اور اس کے لیے ایسے الفاظ استعمال کیے جائیں جن سے یہ پابندی واضح طور پر معلوم ہو۔ مثلاً آدمی یہ کہے کہ میں اللہ کے لیے نذر مانتا ہوں کہ میں اتنی رقم صدقہ کروں گا یا یہ کہے کہ اگر اللہ تعالیٰ نے میرے مریض کو شفا عطا فرما دی تو میں تین دن کے روزے رکھوں گا۔ نذر اس صورت میں صحیح ہوگی کہ نذر ماننے والا بالغ اور عاقل ہو خواہ کافر ہی کیوں نہ ہو۔

نذر ایک قدیم عبادت ہے:

اللہ سبحانہ وتعالیٰ نے حضرت مریم علیہا السلام کی والدہ کے بارے میں ذکر فرمایا کہ انھوں نے اپنے پیٹ کے بچے کے بارے میں نذر مانی تھی۔ ارشادِ باری تعالیٰ ہے:

﴿إِذْ قَالَتِ امْرَأَتُ عِمْرَانَ رَبِّ إِنِّي نَذَرْتُ لَكَ مَا فِي بَطْنِي مُحَرَّرًا فَتَقَبَّلْ مِنِّي ۖ إِنَّكَ أَنتَ السَّمِيعُ الْعَلِيمُ﴾ [1]

”جب عمران کی بیوی نے کہا: اے میرے رب! بے شک میں نے نذر مانی ہے کہ جو (بچہ) میرے پیٹ میں ہے، وہ تیرے ہی لیے وقف ہے، چنانچہ تو (اسے) مجھ سے قبول فرما، بے شک تو ہی خوب سننے والا، جاننے والا۔“

---

[1] آل عمران: ۳۵

"محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

اللہ تعالیٰ نے حضرت مریم علیہا السلام کو نذر کا حکم دیتے ہوئے فرمایا:

﴿فَإِمَّا تَرَيِنَّ مِنَ الْبَشَرِ أَحَدًا فَقُولِي إِنِّي نَذَرْتُ لِلرَّحْمَٰنِ صَوْمًا فَلَنْ أُكَلِّمَ الْيَوْمَ إِنسِيًّا﴾ [1]

''پھر اگر تو انسانوں میں سے کسی کو دیکھے تو اس سے کہہ دینا: بے شک میں نے رحمان کے لیے روزے کی نذر مانی ہے۔ لہٰذا آج میں کسی انسان سے ہرگز کلام نہیں کروں گی۔''

نذر، دورِ جاہلیت میں:

اللہ تعالیٰ نے اہل جاہلیت کے بارے میں ذکر فرمایا ہے کہ وہ اپنے معبودوں کے تقرب کے لیے نذریں مانا کرتے تھے تاکہ وہ اللہ تعالیٰ کے ہاں ان کی شفاعت کر سکیں اور انھیں اللہ کے قریب کر دیں۔ ارشادِ باری تعالیٰ ہے:

﴿وَجَعَلُوا لِلَّهِ مِمَّا ذَرَأَ مِنَ الْحَرْثِ وَالْأَنْعَامِ نَصِيبًا فَقَالُوا هَٰذَا لِلَّهِ بِزَعْمِهِمْ وَهَٰذَا لِشُرَكَائِنَا فَمَا كَانَ لِشُرَكَائِهِمْ فَلَا يَصِلُ إِلَى اللَّهِ وَمَا كَانَ لِلَّهِ فَهُوَ يَصِلُ إِلَىٰ شُرَكَائِهِمْ سَاءَ مَا يَحْكُمُونَ﴾ [2]

''اور جو کھیتی اور مویشی اللہ نے پیدا کیے تھے ان لوگوں نے ان چیزوں میں (اللہ کے سوا دوسروں کا بھی) حصہ مقرر کر دیا اور اپنے گمان باطل سے یوں کہتے ہیں کہ یہ حصہ تو اللہ کا ہے اور یہ ہمارے شریکوں کا ہے۔ اب جو حصہ ان شریکوں کا ہوتا وہ تو اللہ کے حصہ میں شامل نہ ہو سکتا تھا اور جو حصہ اللہ تعالیٰ کا ہوتا وہ ان کے شریکوں کے حصہ میں شامل ہو سکتا تھا، کتنا برا فیصلہ کرتے تھے یہ لوگ۔''

---

[1] مریم:٢٦

[2] الانعام:١٣٦

"محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

اسلام میں نذر کا جواز:

کتاب وسنت میں نذر کو جائز قرار دیا گیا ہے۔ کتاب اللہ میں ارشادِ باری تعالیٰ ہے:

﴿وَمَا أَنفَقْتُم مِّن نَّفَقَةٍ أَوْ نَذَرْتُم مِّن نَّذْرٍ فَإِنَّ اللَّهَ يَعْلَمُهُ﴾ [1]

"اور تم کسی قسم کا خرچ کرو یا کوئی بھی نذر مانو تو بے شک اللہ اسے جانتا ہے۔"

اور فرمایا:

﴿ثُمَّ لْيَقْضُوا تَفَثَهُمْ وَلْيُوفُوا نُذُورَهُمْ وَلْيَطَّوَّفُوا بِالْبَيْتِ الْعَتِيقِ﴾ [2]

"پھر اپنا میل کچیل دور کریں اور اپنی نذریں پوری کریں اور اس قدیم گھر کا طواف کریں۔"

اور فرمایا:

﴿يُوفُونَ بِالنَّذْرِ وَيَخَافُونَ يَوْمًا كَانَ شَرُّهُ مُسْتَطِيرًا﴾ [3]

"وہ لوگ نذریں پوری کرتے ہیں اور اس دن سے جس کی مصیبت بہت زیادہ پھیلی ہوئی ہوگی، خوف رکھتے ہیں۔"

اور حدیث میں ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

"جو شخص اللہ کی اطاعت کی نذر مانے تو اسے اللہ کی اطاعت کرنی چاہیے اور جو اللہ تعالیٰ کی معصیت کی نذر مانے تو اسے اللہ کی معصیت نہیں کرنی

---

[1] البقرہ:۲۷۰

[2] الحج: ۲۹

[3] الدھر:۷ (امام قتادہ رحمہ اللہ اس آیت کی تفسیر میں فرماتے ہیں کہ جو لوگ اللہ کی اطاعت مثلاً نماز، روزہ، زکوۃ، حج، عمرہ اور جو امور اللہ تعالیٰ نے ان پر فرض قرار دیے ہیں ان کی نذر مانتے ہیں، اللہ تعالیٰ نے ان کا نام ابرار رکھا ہے۔ (طبرانی بسند صحیح))

"محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

چاہیے۔"

اس حدیث کو امام بخاری و مُسلم رحمۃ اللہ علیہم نے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت کیا ہے۔

اسلام نے اگرچہ نذر کو جائز ضرور قرار دیا ہے لیکن اسے مستحب قرار نہیں دیا۔ حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے نذر سے منع کرتے ہوئے فرمایا کہ یہ کسی خیر و بھلائی کو نہیں لے کر آتی البتہ اس کے ساتھ بخیل سے کچھ (مال کو) نکال لیا جاتا ہے۔ (بخاری و مسلم)

نذر کب صحیح اور کب صحیح نہیں:

نذر اس وقت صحیح ہو گی اور منعقد بھی ہو جائے گی جب کہ وہ کسی ایسے نیک عمل کی ہو جس سے تقرب الٰہی کا حصول مقصود ہو تو ایسی نذر کو پورا کرنا واجب ہے۔

اس وقت نذر صحیح نہیں ہو گی اور نہ منعقد ہو گی جب اللہ تعالیٰ کی معصیت کے لیے ہو۔ جیسا کہ قبروں پر چڑھاوا یا اہل معاصی پر خرچ کرنے کی نذر یا شراب نوشی، قتل، ترک نماز اور والدین کو ایذا پہنچانے کی نذر، اگر کوئی شخص ایسی نذر مان لے تو اسے پورا کرنا واجب نہیں بلکہ اس طرح کا کوئی بھی کام کرنا حرام ہے اور اس صورت میں نذر پوری نہ کرنے کا کوئی کفارہ بھی نہیں[۱]۔ کیونکہ ایسی نذر منعقد ہی نہیں ہوتی، اس لیے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے:

"معصیت میں نذر نہیں۔"[۲]

ایک قول یہ بھی ہے کہ زجر و توبیخ کے طور پر ایسی نذر پوری نہ کرنے کی صورت میں بس کفارہ واجب ہے۔[۳]

نذر مباح:

قبل ازیں یہ بیان کیا جا چکا ہے کہ نیکی کے کام کی نذر صحیح اور برائی کے کام کی نذر صحیح نہیں۔ نذر مباح کی مثال یہ ہے کہ کوئی شخص یہ کہے: "میں اللہ کے لئے نذر مانتا ہوں کہ میں اس

---

[۱] یہ احناف اور امام احمد رحمۃ اللہ علیہ کا مذہب ہے۔

[۲] مُسلم، بروایت حضرت عمران بن حصین رضی اللہ عنہ

[۳] مالکیہ، شافعیہ اور جمہور فقہاء کا مذہب یہ ہے۔

"محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

گاڑی پر سوار ہوں گا۔" یا یہ کہے کہ "میں اللہ کے لیے نذر مانتا ہوں کہ میں یہ کپڑا پہنوں گا"۔ جمہور علماء فرماتے ہیں کہ یہ نذر نہیں اور ایسی نذر کی وجہ سے کچھ بھی لازم نہیں ہوگا۔ امام احمد رحمۃ اللہ علیہ نے حدیث بیان کی ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے خطبہ ارشاد فرماتے ہوئے ایک اعرابی کو دیکھا کہ وہ دھوپ میں کھڑا ہے۔ آپ نے دریافت فرمایا: "تجھے کیا ہوا ہے؟" اس نے عرض کیا: میں نے نذر مانی تھی کہ میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے خطبہ سے فراغت تک دھوپ میں ہی کھڑا رہوں گا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: "یہ کوئی نذر نہیں، نذر وہ ہے جو اللہ کی رضا کے لیے مانی جائے۔"

امام احمد رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ ایسی نذریں منعقد ہو جائیں گی البتہ نذر ماننے والے کو یہ اختیار ہوگا کہ وہ ایسی نذر پوری کرے یا نہ کرے البتہ نذر پوری نہ کرنے کی صورت میں اس پر کفارہ لازم ہوگا۔

"الروضۃ الندیۃ" کے مصنف[1] نے اسی قول کو راجح قرار دیتے ہوئے فرمایا کہ "نذر مباح پر بھی نذر کا نام صادق آتا ہے، لہٰذا یہ بھی ان عمومات کے تحت داخل ہے، جنھیں پورا کرنے کا حکم ہے۔" اس قول کی تائید اس حدیث سے بھی ہوتی ہے جسے امام ابوداود رحمۃ اللہ علیہ نے بیان فرمایا ہے کہ: ایک عورت نے کہا: اے اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم! میں نے نذر مانی تھی کہ اگر آپ اپنے اس غزوہ سے صحیح سلامت تشریف لے آئے تو میں آپ کے سر پر دف بجاؤں گی۔ آپ نے اسے فرمایا: اپنی نذر کو پورا کر لو۔ جب دف بجانا مباح نہیں بلکہ مکروہ ہے یا مکروہ سے بھی زیادہ شدید اور یہ نیکی کا کام تو ہرگز نہیں۔ لیکن اگر یہ مباح ہے تو اس بات کی دلیل ہے کہ مباح نذر کو پورا کرنا بھی واجب ہے اور اگر یہ مکروہ ہے تو اسے پورا کرنے کی اجازت اس بات کی دلیل ہے کہ نذر مباح کو پورا کرنا بالاولیٰ جائز ہے۔

[1] الروضۃ الندیۃ کے مصنف جلیل حضرت والا جاہ نواب صدیق حسن خاں رحمۃ اللہ علیہ ہیں جو ریاست بھوپال کے نواب اور سینکڑوں کتابوں کے مصنف تھے۔ (مترجم)

"محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

نذر مشروط و غیر مشروط:

نذر کبھی مشروط ہوتی ہے اور کبھی غیر مشروط، مشروط کی صورت یہ ہے کہ کسی نعمت کے حاصل ہونے یا تکلیف کے دور ہونے کی صورت میں نذر مانی جائے۔ مثلاً کوئی شخص یہ کہے کہ اگر اللہ تعالیٰ نے میرے مریض کو شفاء عطا فرمادی تو میں تین مسکینوں کو کھانا کھلاؤں گا، یا یہ کہے کہ اگر اللہ تعالیٰ نے میری یہ امید پوری فرمادی تو میں یہ کام کروں گا۔ حصولِ مطلوب کی صورت میں اس طرح کی نذر کو پورا کرنا لازم ہے۔

دوسری نذر مطلق (یا غیر مشروط) کی صورت یہ ہے کہ کسی شرط یا پابندی کے بغیر نذر مانی جائے۔ مثلاً کوئی یہ کہے کہ میں اللہ تعالیٰ کے لیے دو رکعت نماز پڑھنے کی نذر مانتا ہوں، اس طرح کی نذر کو پورا کرنا لازم ہے کیونکہ آنحضرت ﷺ نے فرمایا ہے:

"جو شخص اللہ تعالیٰ کی اطاعت کی نذر مانے تو اسے اس کی اطاعت کرنی چاہیے۔"

مردوں کے لیے نذر:

کتب احناف میں لکھا ہے کہ اکثر عوام جو مردوں کے لیے نذر مانتے اور اس نذر کو پورا کرنے کے لیے اولیاء کرام کے مزاروں کی طرف روپے پیسے، شمعیں اور تیل وغیرہ لے کر جاتے ہیں اور کہا کرتے ہیں اے میرے فلاں آقا! اگر میرا غائب واپس آجائے یا میرا بیمار شفایاب ہو جائے یا میری فلاں حاجت پوری ہو جائے تو میں نذر مانتا ہوں کہ اتنی نقدی دوں گا یا کھانا کھلاؤں گا یا شمع جلاؤں گا یا اتنا تیل چڑھاؤں گا تو ایسی نذر کے باطل اور حرام ہونے پر اجماع ہے اور اس کے حسب ذیل اسباب ہیں:

① یہ مخلوق کے لیے نذر ہے اور مخلوق کے لیے نذر جائز نہیں۔ کیونکہ یہ عبادت ہے اور عبادت صرف اللہ تعالیٰ کی ہونی چاہیے۔

② جس کے لیے نذر مانی جارہی ہے وہ مردہ ہے اور مردہ کسی چیز کا مالک نہیں ہوتا۔

③ نذر ماننے والے کا اگر یہ عقیدہ ہے کہ اللہ تعالیٰ کے سوا کسی میت کا بھی امور و

"محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

معاملات میں تصرف ہے تو ایسا عقیدہ رکھنا کفر ہے۔ والعیاذ باللہ۔

ہاں البتہ اگر کوئی شخص یہ کہے کہ اے اللہ! میں تیرے لیے نذر مانتا ہوں کہ اگر تو میرے مریض کو شفا عطا فرمادے یا میرے غائب کو واپس لوٹا دے یا میری ضرورت کو پورا فرمادے تو میں فلاں ولی کے دروازے کے فقیروں کو کھانا کھلاؤں گا یا مسجد کے لیے چٹائی خریدوں گا یا جلانے کے لیے تیل خریدوں گا یا جو اس کے شعائر کا احترام کرے، میں اس پر اتنی رقم خرچ کروں گا۔ ایسی نذر جس کا نفع فقراء کے لیے اور نذر اللہ عزو جل کے لیے ہو اور ولی کا ذکر صرف اس لیے ہو کہ وہ اس کی رباط یا مسجد میں رہنے والے ان مستحق لوگوں کا مقام ہے، جن پر نذر کو صرف کرنا ہے، اس اعتبار سے ایسی نذر جائز ہے۔[1]

نذر کی رقم کسی غنی، سید، صاحب منصب، عالی نسب یا اہل علم پر بشرطیکہ وہ فقیر نہ ہو خرچ کرنا جائز نہیں۔ کیونکہ دولت مندوں پر نذر کی رقم خرچ کرنے کا شرع میں جواز ثابت نہیں۔

کسی مخصوص جگہ پر عبادت کی نذر:

اگر کسی خاص جگہ پر نماز یا روزے یا تلاوت قرآن مجید یا اعتکاف وغیرہ کی نذر مانی اور اس خاص جگہ کو شرعی طور پر اگر کوئی امتیاز حاصل ہے جیسا کہ مساجد ثلاثہ (مسجد حرام، مسجد نبوی، مسجد اقصیٰ) میں نماز کی شرعی طور پر فضیلت ثابت ہے، تو ایسی نذر کو پورا کرنا لازم ہے ورنہ یہ وہ نذر نہ ہوگی جس کے پورا کرنے کا اللہ تعالیٰ نے حکم دیا ہے۔

یہ شافعیہ کا مذہب ہے، انھوں نے کہا ہے کہ جب کوئی انسان کسی معین شہر کے لوگوں پر صدقہ کرنے کی نیت کرے تو اس نیت کو پورا کرنا لازم ہے اور اگر وہ کسی خاص شہر میں روزہ رکھنے کی نذر مانے تو اس کے لیے روزہ رکھنا تو لازم ہوگا البتہ روزہ رکھنے کی جگہ متعین نہ ہوگی۔ وہ کسی دوسری جگہ بھی روزہ رکھ سکتا ہے۔ اسی طرح اگر وہ کسی خاص شہر میں نماز کی نذر مانے تو وہ

---

[1] سد ذریعہ کے لیے ایسی نذر سے بھی اجتناب کرنا چاہیے۔ کیونکہ کسی ولی کے مزار اور دربار کے فقراء کو کھانا کھلانے وغیرہ کی نذر بھی انسان کو قبر پرستی کی طرف لے جاسکتی ہے۔ (مترجم)

"محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

شہر متعین نہیں ہو گا وہ کسی بھی جگہ نماز ادا کر سکتا ہے کیونکہ مقامات کے اختلاف کی وجہ سے نماز میں کوئی فرق نہیں سوائے مسجد حرام یعنی سارے حرم، مسجد مدینہ اور مسجد اقصیٰ کے۔ لہٰذا اگر وہ ان میں سے کسی مسجد میں نماز کی نذر مانے تو پھر اس مسجد میں نماز ادا کرنا متعین ہو گا۔ کیونکہ ان مساجد کی بہت فضیلت ہے۔ نبی ﷺ نے ارشاد فرمایا:

”شدِ رحال صرف تین مسجدوں ہی کی طرف کیا جائے، مسجد حرام، میری یہ مسجد اور مسجد اقصیٰ۔“

کسی متعین جگہ پر صدقہ کی نذر کے بارے میں لوگوں نے اس روایت سے استدلال کیا ہے، جسے عمرو بن شعیب نے اپنے باپ اور انھوں نے ان کے دادا (یعنی حضرت عمرو بن عاص رضی اللہ عنہ) سے بیان کیا ہے کہ ”ایک عورت نے نبی ﷺ کی خدمت میں حاضر ہو کر عرض کیا میں نے فلاں جگہ جہاں اہل جاہلیت ذبح کرتے تھے، اتنے اتنے جانور ذبح کرنے کی نذر مانی ہے۔ آپ ﷺ نے فرمایا: بت کے لیے نذر مانی ہے؟ اس نے عرض کیا: جی نہیں۔ آپ ﷺ نے فرمایا: بت کدے کے لیے نذر مانی ہے؟ اس نے عرض کیا: جی نہیں۔ آپ ﷺ نے فرمایا: اپنی نذر پوری کر لو۔“

احناف کہتے ہیں کہ اگر کوئی شخص یہ کہے کہ میں اللہ کے لیے نذر مانتا ہوں کہ فلاں جگہ دو رکعت نماز ادا کروں گا یا فلاں شہر کے فقراء پر صدقہ کروں گا تو امام ابو حنیفہ رحمۃ اللہ علیہ اور صاحبین کے نزدیک اس جگہ کے علاوہ کسی دوسری جگہ بھی نذر کو ادا کرنا جائز ہے کیونکہ نذر سے مقصود تقرب الٰہی کا حصول ہے اور کسی خاص جگہ کا نیکی میں کوئی عمل دخل نہیں۔

اگر کسی نے مسجد حرام میں دو رکعتیں پڑھنے کی نذر مانی اور پھر انھیں کسی ایسی جگہ ادا کر لیا جو شرف میں مسجد حرام سے کم ہو یا وہ جگہ کسی بھی شرف کی حامل ہی نہ ہو تو احناف کے نزدیک نذر پوری ہو جائے گی کیونکہ مقصود تقرب الٰہی کا حصول ہے اور یہ مقصود کسی بھی جگہ نماز ادا کرنے سے حاصل ہو سکتا ہے۔

”محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ“

www.KitaboSunnat.com

کسی خاص بزرگ کے لیے نذر:

اگر کسی نے کسی خاص بزرگ کے لیے نذر مانی اور اگر وہ زندہ ہو اور نذر ماننے والے کا قصد اس کے فقر و حاجت کی وجہ سے اس پر صدقہ کرنا ہو تو یہ نذر صحیح ہے اور یہ اس باب احسان سے ہے جس کی اسلام نے تلقین کی ہے اور اگر وہ بزرگ مردہ ہو اور نذر ماننے والے کا قصد اس کے ساتھ استغاثہ یا اس سے ضرورتوں کو پورا کرنے کا مطالبہ ہو تو یہ معصیت کی نذر ہو گی اور اسے پورا کرنا جائز نہیں ہو گا۔

روزے کی نذر مانی اور پھر عاجز ہو گیا:

جس نے شرعی روزے کی نذر مانی لیکن وہ بڑھاپے یا کسی دائمی مرض وغیرہ کی وجہ سے نذر پوری کرنے سے عاجز آ گیا تو اسے چاہیے کہ وہ روزہ نہ رکھے اور قسم کے کفارے کے مطابق کفارہ ادا کر دے یا ہر دن کے بدلے ایک مسکین کو کھانا کھلا دے۔ یہ بھی کہا گیا ہے کہ وہ احتیاطاً یہ دونوں کام کر لے۔

سارا مال صدقہ کرنے کی قسم کھانا:

جو شخص قسم کھائے کہ وہ اپنا سارا مال صدقہ کر دے گا یا یہ کہے کہ میرا مال اللہ کے راستے میں ہے تو یہ جلد بازی کی نذر ہے۔ اس میں قسم کا کفارہ ہے۔ امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ کا بھی یہی قول ہے۔ امام مالک رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ اسے اپنے مال کا ایک تہائی حصہ صدقہ کرنا چاہیے۔

امام ابو حنیفہ رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ اس قسم کی نذر اس کے سارے ایسے مال سے متعلق ہو گی جس میں زکوٰۃ واجب ہوتی ہے اور ایسے مال سے متعلق نہیں ہو گی جس میں زکوٰۃ واجب نہیں ہوتی مثلاً جائیداد اور مویشی وغیرہ۔

نذر کا کفارہ:

جب نذر ماننے والا اپنی نذر کو توڑ دے یا نذر سے رجوع کر لے تو اس کے لیے قسم کا کفارہ لازم ہو گا۔ حضرت عقبہ بن عامر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

"محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

”نذر کا کفارہ، جب نام نہ لیا گیا ہو تو قسم کا کفارہ ہے۔“

اسے امام ابن ماجہ رحمہ اللہ اور امام ترمذی رحمہ اللہ نے روایت کیا ہے اور امام ترمذی نے اس حدیث کو ”حسن صحیح غریب“ قرار دیا ہے۔

جو شخص فوت ہو جائے اور اس کے ذمہ روزے کی نذر ہو:

امام ابن ماجہ رحمہ اللہ نے روایت کیا ہے کہ ایک عورت نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے سوال کیا: ”میری والدہ فوت ہو گئی ہیں اور ان کے ذمے روزے کی نیت تھی جسے پورا کرنے سے قبل ہی وہ وفات پا گئیں۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اس کے ولی کو اس کی طرف سے روزہ رکھنا چاہیے۔“

☆☆☆

”محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ“

www.KitaboSunnat.com

کھانے

تعریف:

''اَطْعِمَۃ'' طعام کی جمع ہے اور اس سے مراد ہر وہ چیز ہے جسے انسان کھاتا اور غذا کے طور پر استعمال کرتا ہے۔ قرآن مجید میں ارشادِ باری تعالیٰ ہے:

﴿قُلْ لَّآ اَجِدُ فِیْ مَآ اُوْحِیَ اِلَیَّ مُحَرَّمًا عَلٰی طَاعِمٍ یَّطْعَمُہٗٓ﴾ [1]

''آپ ان سے کہیے کہ جو وحی میری طرف آئی ہے میں تو اس میں کوئی ایسی چیز نہیں پاتا جو کھانے والے پر حرام کی گئی ہو۔''

اور وہی چیزیں حلال ہیں جو پاکیزہ ہیں اور نفس ان کا شوق رکھتے ہیں۔ ارشادِ باری تعالیٰ ہے:

﴿یَسْئَلُوْنَکَ مَاذَآ اُحِلَّ لَھُمْ قُلْ اُحِلَّ لَکُمُ الطَّیِّبٰتُ﴾ [2]

''لوگ آپ سے پوچھتے ہیں کہ ان کے لیے کیا کچھ حلال کیا گیا ہے؟ آپ ان سے کہیے کہ تمام پاکیزہ چیزیں تمہارے لیے حلال کر دی گئی ہیں۔''

یہاں پاکیزہ سے مقصود ہر وہ چیز ہے جسے انسانی نفس اچھا سمجھتا اور کھانے کی خواہش رکھتا ہو۔ جیسا کہ ارشادِ باری تعالیٰ ہے:

﴿وَیُحِلُّ لَھُمُ الطَّیِّبٰتِ وَیُحَرِّمُ عَلَیْھِمُ الْخَبٰٓئِثَ﴾ [3]

''وہ (رسول) ان کے لیے پاکیزہ چیزوں کو حلال اور گندی چیزوں کو حرام

---

[1] الانعام:۱۴۵

[2] المائدہ:۴

[3] الاعراف:۱۵۷

''محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ''

www.KitaboSunnat.com

قرار دیتا ہے۔"

کھانے کی کچھ چیزوں کا تعلق جمادات سے ہے اور کچھ کا حیوانات سے، جمادات سے متعلق تمام اشیاء حلال ہیں سوائے ان کے جو نجس ہوں یا ان کے ساتھ نجاست مل گئی ہو یا وہ (انسانی صحت کے لیے) نقصان دہ ہوں یا نشہ آور ہوں یا ان کے ساتھ غیر کے حق کا تعلق ہو۔ نجس کی مثال جیسے خون اور جس کے ساتھ نجاست مل گئی ہو مثلاً ایسا گھی جس میں چوہیا مر گئی ہو۔ رسول اللہ ﷺ کی اس حدیث میں ہے، جسے امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے حضرت میمونہ رضی اللہ عنہا سے روایت کیا ہے کہ آپ ﷺ سے اس گھی کے بارے میں سوال کیا گیا جس میں چوہیا مر گئی تھی تو آپ ﷺ نے فرمایا: اسے گرا دو اور اس کے ارد گرد کے گھی کو بھی پھینک دو اور اپنا گھی کھا لو۔

اس حدیث سے یہ مسئلہ اخذ کیا گیا ہے کہ جب کسی جامد چیز میں کوئی مری ہوئی چیز گر جائے تو اسے اور اس کے ارد گرد کی چیز کو نکال کر پھینک دیا جائے بشرطیکہ اس بات کا یقین ہو کہ مری ہوئی چیز کا کوئی جزء اس کے علاوہ کسی دوسری چیز تک نہیں پہنچا۔ لیکن مائع چیز میں اگر کوئی نجاست گر جائے تو اس سے وہ ساری چیز ناپاک ہو جائے گی۔[۱]

نقصان دہ چیزوں سے زہر وغیرہ مراد ہے۔ مثلاً وہ زہر جو بچھوؤں، بھڑوں، زہریلے سانپوں، زہریلی نباتات اور زہریلی جمادات مثلاً پڑتال وغیرہ سے حاصل کیے جاتے ہوں، زہریلی چیزیں اس لیے حرام ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے:

﴿وَلَا تَقْتُلُوٓا اَنْفُسَكُمْ ۚ اِنَّ اللّٰهَ كَانَ بِكُمْ رَحِيْمًا﴾ [۲]

"اور اپنے آپ کو قتل نہ کرو، بلاشبہ اللہ تم پر نہایت مہربان ہے۔"

اور فرمایا:

---

[۱] امام زہری، اوزاعی، ابن عباس، ابن مسعود اور امام بخاری سے روایت ہے کہ مائع چیز میں اگر کوئی ناپاک چیز گر جائے تو وہ اس صورت میں ناپاک ہو گی جب نجاست کی وجہ سے اس میں کوئی تبدیلی آ جائے اور اگر تبدیلی نہ آئے تو وہ پاک ہو گی۔

[۲] النسآء: ۲۹

"محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

﴿وَلَا تُلْقُوا بِأَيْدِيكُمْ إِلَى التَّهْلُكَةِ﴾ [1]

"اور اپنے ہاتھوں اپنے آپ کو ہلاکت میں نہ ڈالو۔"

اور رسول اللہ ﷺ نے اس حدیث میں فرمایا، جسے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے روایت کیا ہے:

"جس نے اپنے آپ کو پہاڑ سے گرا کر قتل کر لیا تو وہ آتش دوزخ میں اپنے آپ کو ہمیشہ ہمیشہ ابدالآباد تک گراتا رہے گا۔ جس نے زہر کا گھونٹ پی کر اپنے آپ کو قتل کیا تو وہ زہر اس کے ہاتھ میں ہوگا اور وہ آتش دوزخ میں ہمیشہ ہمیشہ ابدالآباد تک اسے پیتا رہے گا اور جس نے چھری کے ساتھ اپنے آپ کو قتل کر لیا تو اس کی چھری اس کے ہاتھ میں ہوگی اور وہ آتش دوزخ میں ہمیشہ ہمیشہ ابدالآباد تک اپنے آپ کو چھری مارتا رہے گا۔" (بخاری)

زہر اتنی مقدار میں استعمال کرنا حرام ہے جو نقصان دہ ہو۔ زہروں کے علاوہ دیگر چیزیں جو ضرر کی وجہ سے حرام ہیں مثلاً گارا، مٹی، پتھر اور کوئلہ وغیرہ۔ تو یہ اس کے لیے حرام ہیں جس کے لیے ان کا استعمال نقصان دہ ہو کیونکہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

"نہ نقصان پہنچاؤ اور نہ نقصان اٹھاؤ۔" (احمد، ابن ماجہ)

دخان (حقے اور سگریٹ وغیرہ) کا بھی اسی باب سے تعلق ہے۔ یہ صحت کے لیے نقصان دہ ہے اور اس میں مال کا ضیاع بھی ہے۔ اسی طرح شراب وغیرہ تمام منشیات بھی حرام ہیں۔ جس چیز سے کسی غیر کا حق متعلق ہو مثلاً چوری کی ہوئی یا زبردستی چھینی ہوئی چیز بھی حلال نہیں۔

حیوانات میں سے بعض بحری [2] اور بعض بری [1] ہیں۔ تمام بحری حیوانات حلال ہیں اور

---

[1] البقرہ: ۱۹۵

[2] بحری حیوانات سے مراد وہ ہیں جو بالفعل سمندر ہی میں رہتے ہوں۔

"محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

بری حیوانات میں سے بعض حلال اور بعض حرام ہیں۔ اسلام نے مکمل تفصیل کے ساتھ بیان کردیا ہے کہ ان میں سے کون سے حلال ہیں اور کون سے حرام۔ جیسا کہ ارشاد باری تعالیٰ ہے:

﴿وَقَدْ فَصَّلَ لَكُمْ مَّا حَرَّمَ عَلَيْكُمْ إِلَّا مَا اضْطُرِرْتُمْ إِلَيْهِ﴾[۲]

''جو کچھ اس نے تم پر حرام کیا ہے اسے تمہارے لیے تفصیلاً بیان کردیا ہے الا یہ کہ تم (کوئی حرام چیز کھانے پر) مجبور ہو جاؤ۔''

یہ تفصیل درج ذیل تین امور پر مشتمل ہے:

① جس کے مباح ہونے کے بارے میں نص موجود ہے۔

② جس کے حرام ہونے کے بارے میں نص موجود ہے۔

③ جس سے شارع نے سکوت فرمایا ہے۔

شارع نے جن کے مباح ہونے کے بارے میں نص بیان کی ہے:

شارع نے جن حیوانات کے بارے میں نص بیان کی ہے کہ وہ مباح ہیں، ان کا ذکر حسب ذیل ہے:

بحری حیوان:

تمام بحری حیوانات حلال ہیں، ان میں صرف وہی حرام ہیں جن میں زہر ہے اور وہ نقصان دہ ہونے کی وجہ سے حرام ہیں، خواہ وہ مچھلی کی کوئی قسم ہو یا کوئی اور حیوان، خواہ اسے شکار کیا گیا ہو یا وہ مردہ حالت میں ملا ہو، خواہ اسے کسی مسلمان نے شکار کیا ہو یا کسی کتابی یا بت پرست نے اور خواہ خشکی کے جانوروں میں سے کوئی اس کے مشابہ ہو یا نہ ہو۔

بحری حیوان کو ذبح کرنے کی بھی ضرورت نہیں، اس بارے میں حسب ذیل ارشاد باری تعالیٰ ہے:

﴿أُحِلَّ لَكُمْ صَيْدُ الْبَحْرِ وَطَعَامُهُ مَتَاعًا لَّكُمْ وَلِلسَّيَّارَةِ﴾

---

[۱] حیوان بری سے مراد خشکی میں رہنے والے حیوانات اور پرندے ہیں۔

[۲] الانعام:۱۱۹

''محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ''

www.KitaboSunnat.com

"تمہارے لیے سمندر کا شکار اور اس کا کھانا حلال کیا گیا ہے، تم بھی اس سے فائدہ اٹھا سکتے ہو اور قافلہ والے بھی (زادِ راہ بنا سکتے ہیں)۔"

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ سمندر کے شکار اور کھانے سے مراد وہ ہے جسے سمندر باہر پھینک دے۔ (دار قطنی)

آپ سے یہ بھی مروی ہے کہ کھانے سے مراد سمندر کا مردار ہے جیسا کہ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک شخص نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سوال پوچھا: اے اللہ کے رسول! ہم سمندر میں سفر کرتے ہیں اور اپنے ساتھ تھوڑا سا پانی لے جاتے ہیں۔ اگر اس سے وضو کریں تو ہم پیاسے رہ جاتے ہیں تو کیا ہم سمندر کے پانی سے وضو کر لیا کریں؟ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اس کا پانی پاک ہے اور اس کا مردار حلال ہے۔

(رواہ الخمسہ، امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ یہ حدیث حسن ہے، میں نے امام محمد بن اسماعیل بخاری رحمۃ اللہ علیہ سے اس حدیث کے بارے میں پوچھا تو انھوں نے فرمایا: یہ حدیث صحیح ہے۔)

نمک لگائی ہوئی مچھلی:

اکثر و بیشتر حالات میں مچھلی کو نمک لگا کر رکھا جاتا ہے تاکہ وہ طویل عرصہ تک خراب نہ ہو۔ مچھلی کی مختلف انواع و اقسام مثلاً سردین، فسیخ، رنجہ اور ملوحہ وغیرہ کو جو پکڑا جاتا ہے تو یہ سب پاک ہیں اور ان کا کھانا حلال ہے بشرطیکہ ان میں سے کوئی مضرِ صحت نہ ہو ورنہ وہ مضرِ صحت ہونے کی وجہ سے حرام ہو گی۔

علامہ دردیری رحمۃ اللہ علیہ نے جو شیوخ مالکیہ میں سے ہیں، کہا ہے کہ میں اللہ کے جس دین پر ایمان رکھتا ہوں، اس کے مطابق "فسیخ" مچھلی بھی پاک ہے، اسے مرنے کے بعد ہی نمک لگایا جاتا اور توڑا جاتا ہے اور بہتے ہوئے لہو کو جسم سے خارج ہونے کے بعد ہی ناپاک قرار دیا جا سکتا ہے۔ مچھلی کی موت کے بعد اگر اس میں خون موجود ہو تو یہ بھی اس خون کی طرح ہو گا جو جانور کو ذبح کرنے کے بعد اس کی رگوں میں باقی رہ جاتا ہے۔ اس میں کوئی شک نہیں کہ ذبح کرنے

"محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

کے بعد جانور کے جسم سے خارج ہونے والی رطوبات پاک ہوتی ہیں۔ احناف، حنابلہ اور بعض عُلماء مالکیہ کا بھی یہی مذہب ہے۔

وہ حیوان جو خشکی میں بھی ہو اور سمندر میں بھی:

ابن العربی فرماتے ہیں کہ جو حیوان خشکی میں بھی رہ سکتا ہو اور سمندر میں بھی تو اس کے بارے میں صحیح بات یہ ہے کہ اسے کھانا ممنوع ہے۔ کیونکہ اس کے بارے میں حلال کی دلیل اور حرام کی دلیل متعارض ہیں، لہٰذا ہم احتیاط کے پیش نظر دلیل حرام کو غلبہ دیں گے (یعنی ایسے جانور کے بارے میں کہیں گے کہ وہ حرام ہے)

دیگر عُلماء کی رائے یہ ہے کہ جو جانور بالفعل سمندر میں رہتے ہوں، وہ حلال ہیں خواہ وہ خشکی میں بھی زندہ رہ سکتے ہوں سوائے مینڈک کے، کیونکہ اسے قتل کرنا ممنوع ہے۔

حضرت عبدالرحمٰن بن عُثمان رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک طبیب نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے دوا میں مینڈک کے استعمال کے بارے میں پوچھا تو آپ نے اسے اس کے قتل کرنے سے منع فرمادیا تھا۔ (ابوداؤد، نسائی، احمد، امام حاکم نے اسے صحیح قرار دیا ہے۔) [۱]

خشکی کے حلال جانور

خشکی کے جانوروں میں سے جن کے حلال ہونے کے بارے میں نصوص موجود ہیں ان کا ذکر حسب ذیل ہے:

چرنے والے مویشی جانور:

ارشاد باری تعالیٰ ہے:

﴿وَالْأَنْعَامَ خَلَقَهَا لَكُمْ فِيهَا دِفْءٌ وَمَنَافِعُ وَمِنْهَا تَأْكُلُونَ﴾ [۲]

"اور اس نے چوپائے بھی پیدا کیے، ان میں تمہارے لیے گرمی حاصل

---

[۱] مینڈک کی حرمت کا قول محل نظر ہے اس کی تحقیق آگے اسی باب میں آرہی ہے۔

[۲] النحل:۵

"محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

کرنے کا سامان اور دیگر منافع ہیں اور ان میں سے بعض کو تم کھاتے (بھی) ہو۔"

اور فرمایا:

﴿يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْٓا اَوْفُوْا بِالْعُقُوْدِ اُحِلَّتْ لَكُمْ بَهِيْمَةُ الْاَنْعَامِ اِلَّا مَا يُتْلٰى عَلَيْكُمْ غَيْرَ مُحِلِّي الصَّيْدِ وَ اَنْتُمْ حُرُمٌ اِنَّ اللّٰهَ يَحْكُمُ مَا يُرِيْدُ﴾[1]

"اے ایمان والو! اپنے معاہدات کو پورا کرو، تمھارے لیے ہر مویشی قسم کے جانور حلال کیے گئے ہیں سوائے ان جانوروں کے جو (آگے چل کر) تمھیں بتائے جا رہے ہیں۔"

"بهيمة الانعام" سے مراد اونٹ اور گائے ہیں۔ بھینس اور بھیڑ بکری نیز نیل گائے، جنگلی بیل اور ہرن بھی اس میں شامل ہے۔ یہ تمام جانور بالاجماع حلال ہیں اور سُنت نبوی سے مرغی، گھوڑے، جنگلی گدھے، ضب، خرگوش، ضبع، ٹڈی اور چڑیوں کے کھانے کی رخصت ثابت ہے۔

امام مسلم رحمۃ اللہ علیہ نے "صحیح" میں ابو الزبیر سے روایت کیا ہے کہ میں نے حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے ضب (گوہ) کے بارے میں پوچھا تو انھوں نے فرمایا: اسے نہ کھاؤ۔ انھوں نے اسے گندا سمجھا۔ راوی نے کہا کہ حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ نے فرمایا: "نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے اسے حرام قرار نہیں دیا۔ اللہ تعالیٰ اس سے کئی لوگوں کو فائدہ پہنچا دیتے ہیں، عام چرواہے اسے کھاتے ہیں، اگر میرے پاس ہو تو میں بھی اسے کھا لوں گا۔"

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے حضرت خالد بن ولید رضی اللہ عنہ کے بارے میں روایت کرتے ہوئے بیان کیا کہ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ اپنی خالہ حضرت میمونہ رضی اللہ عنہا بنت حارث کے گھر میں گئے، تو انھوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں گوہ کا

[1] المائدہ:۱

"محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

گوشت پیش کیا، جسے ان کی ایک عزیزہ نجد سے لائی تھیں۔ رسول اللہ ﷺ اس وقت تک کسی چیز کو نہیں کھایا کرتے تھے، جب تک معلوم نہ فرمالیتے کہ وہ کیا ہے۔ ازواج مطہرات نے اتفاق کیا کہ وہ آپ کو اس کے بارے میں نہیں بتائیں گی تاکہ وہ دیکھیں کہ آپ اس کو کیسے چکھتے ہیں اور کیا چکھنے کی صورت میں اسے پہچانتے ہیں؟ جب آپ نے اس کے بارے میں پوچھا اور آپ نے معلوم کر لیا (کہ یہ کیا ہے) تو آپ نے اسے ترک کر دیا اور اس سے نفرت کا اظہار فرمایا۔ حضرت خالد رضی اللہ عنہ نے آپ سے پوچھا: کیا یہ حرام ہے؟ آپ نے فرمایا: نہیں۔ لیکن یہ میری قوم کا کھانا نہیں ہے، اس لیے میں اس سے نفرت کرتا ہوں۔ حضرت خالد رضی اللہ عنہ نے کہا کہ میں نے اسے اپنی طرف کھینچ کر کھانا شروع کر دیا اور رسول اللہ ﷺ دیکھ رہے تھے۔

جناب عبدالرحمٰن بن عمار سے روایت کیا گیا ہے کہ میں نے حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہما سے "ضبع" کے بارے میں پوچھا: کیا میں اسے کھا سکتا ہوں؟ انھوں نے کہا: ہاں۔ میں نے پوچھا: کیا یہ شکار ہے؟ انھوں نے جواب دیا: ہاں۔ میں نے پھر پوچھا: کیا آپ نے یہ رسول اللہ ﷺ سے سنا ہے؟ انھوں نے فرمایا: جی ہاں۔ (اسے امام ترمذی نے صحیح سند کے ساتھ روایت کیا ہے)

امام شافعی، ابو یوسف، محمد اور ابن حزم رحمۃ اللہ علیہم اسے کھانے کے جواز کے قائل ہیں۔ امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ نے اس کے بارے میں فرمایا ہے کہ عرب اسے اچھا سمجھتے اور اس کی تعریف کرتے ہیں۔

صفا و مروہ کے مابین اس کی ہمیشہ خرید و فروخت ہوتی رہتی ہے اور کبھی کسی نے اس پر اعتراض نہیں کیا۔ بعض علماء کی رائے ہے کہ یہ حرام ہے، کیونکہ یہ درندہ ہے۔ لیکن یہ حدیث ان کے خلاف حجت ہے۔ امام ابوداود اور احمد رحمۃ اللہ علیہم نے ذکر فرمایا ہے کہ حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے سیہہ کے بارے میں پوچھا گیا تو انھوں نے قرآن مجید کی یہ آیت کریمہ تلاوت فرمائی:

"محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

﴿قُل لَّآ أَجِدُ فِيمَآ أُوحِيَ إِلَيَّ مُحَرَّمًا عَلَىٰ طَاعِمٍ يَطْعَمُهُ﴾

"آپ ان سے کہیے کہ جو وحی میری طرف آئی ہے، میں تو اس میں کوئی ایسی چیز نہیں پاتا جو کھانے والے پر حرام کی گئی ہو"۔

آپ کے پاس بیٹھے ہوئے ایک بزرگ نے کہا کہ میں نے حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے سنا کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس اس کا ذکر ہوا تو آپ نے فرمایا:

"خبائث میں سے یہ ایک خبیث چیز ہے۔"

حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما نے یہ سنا تو کہا کہ اگر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ بات ارشاد فرمائی ہے تو آپ نے صحیح فرمایا ہے۔ یہ حدیث بروایت عیسیٰ بن نمیلہ ہے اور وہ ضعیف ہے۔ امام شوکانی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: "حلت کے عام دلائل کے پیش نظر اس حدیث سے سیہہ کی حرمت کی تخصیص درست نہیں، لہٰذا امام شوکانی رحمۃ اللہ علیہ کے اس قول کی بنیاد پر اس کا کھانا حلال ہے۔

امام مالک اور ابو ثور نے کہا اور امام شافعی سے بھی منقول ہے کہ اس کے کھانے میں کوئی حرج نہیں۔ کیونکہ عرب اسے اچھا سمجھتے ہیں اور پھر مذکورہ بالا حرمت والی حدیث ضعیف ہے۔ احناف کے نزدیک اسے کھانا مکروہ ہے۔

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے چوہیا کے بارے میں فرمایا کہ یہ حرام نہیں ہے اور پھر انھوں نے یہ آیت کریمہ پڑھی:

﴿قُل لَّآ أَجِدُ فِيمَآ أُوحِيَ إِلَيَّ مُحَرَّمًا عَلَىٰ طَاعِمٍ يَطْعَمُهُ﴾

"آپ ان سے کہیے کہ جو وحی میری طرف آئی ہے میں تو اس میں کوئی ایسی چیز نہیں پاتا جو کھانے والے پر حرام کی گئی ہو۔"

امام مالک رحمۃ اللہ علیہ کے نزدیک زمین کے کیڑے مکوڑے، بچھو وغیرہ کھانے میں کوئی حرج نہیں۔ اسی طرح شہد کی مکھی کے بچے، پنیر اور کھجور وغیرہ کے کیڑے کھانے میں بھی کوئی حرج نہیں۔ امام قرطبی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ امام مالک رحمۃ اللہ علیہ کی دلیل حضرت ابن عباس اور ابوالدرداءؓ رضی اللہ عنہم کا یہ قول ہے:

"محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

"جسے اللہ تعالیٰ نے حلال قرار دیا ہے وہ حلال ہے، جسے حرام قرار دیا ہے وہ حرام ہے اور جس سے سکوت فرمایا وہ معاف ہے۔"

امام احمد رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ جس لوبیا میں کیڑے پڑ گئے ہوں تو میرے نزدیک اس کے کھانے سے اجتناب کرنا مجھے زیادہ پسند ہے اور اگر کوئی اس سے نفرت نہ کرے تو امید ہے (کہ اس کے کھانے میں کوئی حرج نہیں) انھوں نے کیڑے والی کھجور کے بارے میں فرمایا کہ اس میں کوئی حرج نہیں کیونکہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے بارے میں روایت کیا گیا ہے کہ آپ کی خدمت میں پرانی کھجوریں پیش کی گئیں تو آپ نے انھیں کھول کر، کیڑے نکال کر صاف کر کے کھایا۔

ابن قدامہ کہتے ہیں کہ یہی بات سب سے بہتر ہے۔

امام ابن شہاب، عروہ، شافعی، احناف اور بعض علماء اہل مدینہ کی رائے ہے کہ زمین کے کیڑے مکوڑوں، موذی جانوروں مثلاً سانپ، چوہا اور ایسے دیگر تمام جانور جنھیں قتل کرنا جائز ہے، انھیں کھانا جائز نہیں۔ ذبح کرنے کی صورت میں بھی انہیں کھانا جائز نہیں۔ امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ نے کہا کہ جنگلی بلی اور جنگلی چوہے میں کوئی حرج نہیں۔

چڑیوں کے کھانے کے بارے میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جو انسان کسی بھی چڑیا یا اس سے بھی زیادہ چھوٹے جانور کو ناحق قتل کرتا ہے تو اللہ تعالیٰ اس سے اس کے بارے میں سوال کرے گا۔ عرض کیا گیا: اے اللہ کے رسول! اس کا حق کیا ہے؟ فرمایا: ذبح کر کے اسے کھا لے، یہ نہیں کہ اس کا سر کچل کر پھینک دے۔ (نسائی)

بعض صحابہ کرام نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ مل کر سرخاب کا گوشت بھی کھایا۔[1]

شارع نے جن کی حرمت کو بیان فرمایا:

کتاب اللہ میں کھانے کی دس چیزوں کو حرام قرار دیا گیا ہے، جو حسب ذیل ارشاد باری تعالیٰ میں مذکور ہیں:

﴿حُرِّمَتْ عَلَيْكُمُ الْمَيْتَةُ وَالدَّمُ وَلَحْمُ الْخِنْزِيرِ وَمَا أُهِلَّ لِغَيْرِ

[1] ابو داؤد، ترمذی

"محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

اللّٰہِ بِہٖ وَ الْمُنْخَنِقَۃُ وَ الْمَوْقُوْذَۃُ وَ الْمُتَرَدِّیَۃُ وَ النَّطِیْحَۃُ وَ مَآ اَکَلَ السَّبُعُ اِلَّا مَا ذَکَّیْتُمْ وَ مَا ذُبِحَ عَلَی النُّصُبِ وَ اَنْ تَسْتَقْسِمُوْا بِالْاَزْلَامِ ذٰلِکُمْ فِسْقٌ﴾

''تم پر (یہ چیزیں) حرام کی گئی ہیں مردار، خون، سور کا گوشت اور ہر وہ چیز جو اللہ کے علاوہ کسی اور کے نام سے مشہور کر دی جائے۔ نیز وہ جانور جو گلا گھٹ کر یا چوٹ کھا کر یا بلندی سے گر کر یا سینگ کی ضرب سے مر گیا ہو نیز وہ جانور جسے کسی درندے نے پھاڑا ہو الا یہ کہ (ابھی وہ زندہ ہو اور) تم اسے ذبح کر لو۔ نیز وہ جانور بھی جو کسی آستانے پر ذبح کیا گیا ہو نیز ہر وہ چیز بھی حرام ہے جس میں فال کے تیروں سے تم اپنی قسمت معلوم کرو، یہ سب گناہ کے کام ہیں۔''

یہ تفصیل اس اجمال کی ہے جو درج ذیل آیت کریمہ میں مذکور ہے:

﴿قُلْ لَّآ اَجِدُ فِیْ مَآ اُوْحِیَ اِلَیَّ مُحَرَّمًا عَلٰی طَاعِمٍ یَّطْعَمُہٗٓ اِلَّآ اَنْ یَّکُوْنَ مَیْتَۃً اَوْ دَمًا مَّسْفُوْحًا اَوْ لَحْمَ خِنْزِیْرٍ فَاِنَّہٗ رِجْسٌ اَوْ فِسْقًا اُہِلَّ لِغَیْرِ اللّٰہِ بِہٖ﴾[1]

''آپ ان سے کہیے کہ جو وحی میری طرف آئی ہے، میں تو اس میں کوئی ایسی چیز نہیں پاتا جو کھانے والے پر حرام کی گئی ہو۔ الا یہ کہ وہ مردار ہو یا بہایا ہوا خون ہو یا خنزیر کا گوشت ہو کیونکہ وہ ناپاک ہے، یا فسق ہو کہ وہ چیز اللہ کے سوا کسی اور کے نام سے مشہور کر دی گئی ہو۔''

اس آیت میں چار اشیاء کو اجمال کے ساتھ بیان کیا گیا ہے جب کہ مذکورہ آیت (المائدہ:۳) میں ان کی تفصیل بیان کی گئی ہے۔

[1] الانعام:۱۴۵

''محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ''

www.KitaboSunnat.com

زندہ جانور سے کاٹا گیا گوشت:

ان محرمات کے ساتھ اس گوشت وغیرہ کو بھی ملا لیا جائے جو کسی زندہ جانور سے کاٹا گیا ہو کیونکہ حضرت ابو واقد لیثی رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

''جو جانور سے کاٹا جائے جب کہ وہ زندہ ہو تو وہ مردہ ہے۔''

اسے امام ابوداود و ترمذی رحمۃ اللہ علیہم نے روایت کیا اور امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ نے اسے حسن قرار دیا ہے۔ اہل علم کے ہاں اسی حدیث کے مطابق عمل ہے۔ البتہ اس سے درج ذیل چیزیں مستثنیٰ ہے:

① مردہ مچھلی اور ٹڈی، یہ پاک ہیں کیونکہ حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ہمارے لیے دو مردہ چیزیں اور دو خون حلال قرار دیے گئے ہیں، مردہ چیزوں سے مراد مچھلی اور ٹڈی ہیں اور دو خونوں سے مراد جگر اور تلی ہیں۔

اسے امام احمد، شافعی، ابن ماجہ، بیہقی اور دار قطنی رحمۃ اللہ علیہم نے روایت کیا ہے۔ یہ حدیث ضعیف ہے لیکن امام احمد نے اس کے موقوف ہونے کو صحیح قرار دیا ہے جیسا کہ امام ابوزرعہ اور امام ابو حاتم نے فرمایا ہے لیکن اس طرح کی موقوف روایت بھی مرفوع کے حکم میں ہوتی ہے کیونکہ کسی صحابی کا یہ کہنا کہ ہمارے لیے یہ چیز حلال قرار دی گئی اور یہ حرام قرار دی گئی ہے، اسی طرح ہے جیسے کوئی صحابی یہ کہے کہ ہمیں اس بات کا حکم دیا گیا اور اس بات سے منع کیا گیا تھا۔ قبل ازیں بیان کیا جا چکا ہے جس سے اس حدیث کی تائید ہوتی ہے۔

جب مردار حرام ہے تو اس سے مقصود یہ ہے کہ اسے کھانا حرام ہے، جب کہ اس کے علاوہ باقی امور حلال ہیں اور اس سے فائدہ اٹھانا حلال ہے۔

② مردار کی ہڈی، سینگ، ناخن، بال، پر اور کھال اور اس طرح کی دیگر چیزیں پاک ہیں کیونکہ ان میں اصل طہارت ہے اور ان کی نجاست کی کوئی دلیل نہیں۔

امام زہری رحمۃ اللہ علیہ ہاتھی وغیرہ مردہ جانوروں کی ہڈیوں کے بارے میں فرماتے ہیں کہ میں

''محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ''

www.KitaboSunnat.com

نے علماء سلف میں سے بہت سے لوگوں کو دیکھا کہ وہ ان کے ساتھ کنگھی کرتے اور تیل استعمال کرتے تھے اور اس میں کوئی حرج نہیں سمجھتے تھے۔ (بخاری)

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ حضرت میمونہ رضی اللہ عنہا کی ایک باندی کو صدقہ کی ایک بکری ملی اور وہ مر گئی۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا اس کے پاس سے گزر ہوا تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تم نے اس کی کھال کو کیوں نہ لے لیا تاکہ اسے رنگ کر اس سے فائدہ اٹھا لیتے؟ لوگوں نے عرض کیا: یہ مردار تھی۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اس کا کھانا حرام کیا گیا ہے۔ اسے ابن ماجہ کے سوا محدثین کی ایک جماعت نے روایت کیا ہے اور اسے حضرت میمونہ رضی اللہ عنہا سے روایت کیا ہے۔ بخاری اور نسائی کی روایت میں کھال کے رنگنے کا ذکر نہیں۔

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ انھوں نے اس آیت کریمہ کو پڑھا:

﴿قُلْ لَّآ اَجِدُ فِيْ مَآ اُوْحِيَ اِلَيَّ مُحَرَّمًا﴾

اور فرمایا کہ حرام وہ ہے جسے کھایا جائے اور وہ گوشت ہے اور کھال، کھال سے بنے ہوئے برتن، دانت، ہڈی، بال اور اون حلال۔ (ابن منذر اور ابن ابی حاتم)

مردہ جانور کا اَنْفَحَۃُ [1] اور سینہ پاک ہیں کیونکہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے جب بلادِ عراق کو فتح کیا تو انھوں نے مجوس کے پنیر کو کھایا اور وہ انفحہ سے بنایا جاتا ہے حالانکہ ان کے ذبیحے مردار ہی شمار ہوتے ہیں۔

حضرت سلمان فارسی رضی اللہ عنہ سے ثابت ہے کہ ان سے پنیر، گھی اور جنگلی گدھے کے بارے میں پوچھا گیا تو انھوں نے فرمایا: حلال وہ ہے جسے اللہ تعالیٰ نے اپنی کتاب میں حلال قرار دیا، حرام وہ ہے جسے اللہ تعالیٰ نے اپنی کتاب میں حرام قرار دیا اور جس سے سکوت فرمایا تو وہ معاف ہے۔ یہ معلوم ہے کہ حضرت فارسی رضی اللہ عنہ سے یہ سوال مجوسیوں کے پنیر کے بارے میں اس وقت پوچھا گیا جب وہ حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ کے نائب کے طور پر مدائن میں

---

[1] بکری کا بچہ جو ابھی صرف دودھ پیتا ہو، اس کے پیٹ سے ایک چیز نکال لیتے ہیں اور کپڑے میں لت پت کر لیتے ہیں، پھر وہ پنیر کی طرح گاڑھا ہو جاتا ہے، اسے انفحہ کہا جاتا ہے۔ (مترجم)

"محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

فرائض انجام دے رہے تھے۔

③ خون: تھوڑی مقدار میں ہو تو قابل معافی ہے۔ ابن جریج سے ارشادِ باری تعالیٰ ﴿أَوْ دَمًا مَّسْفُوحًا﴾ کے بارے میں روایت ہے کہ مسفوح اسے کہتے ہیں جسے بہایا جائے جو خون رگوں میں باقی رہ جائے تو اس میں کوئی حرج نہیں (ابن المنذر)

ابو مجلز سے روایت ہے کہ جو خون بکری کو ذبح کرنے کے آلہ پر لگا ہو یا جو (سالن بناتے وقت) ہنڈیا کے اوپر آجائے اس میں کوئی حرج نہیں کیونکہ ممانعت "دم مسفوح" (بہتے ہوئے خون) کی ہے۔ (ابن حمید، ابوالشیخ)

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ ہم اس گوشت کو کھا لیتے تھے جب کہ (اسے پکاتے وقت) ہنڈیا پر خون کی لکیریں ہوتی تھیں۔

گدھے اور خچر کی حرمت:

دائرہ تحریم میں جو چیزیں شامل ہیں ان میں پالتو گدھے اور خچر بھی شامل ہیں۔[1] کیونکہ ارشاد باری تعالیٰ ہے:

﴿وَالْخَيْلَ وَالْبِغَالَ وَالْحَمِيرَ لِتَرْكَبُوهَا وَزِينَةً﴾

"اور (اسی نے) گھوڑے، خچر اور گدھے (پیدا کیے) تاکہ تم ان پر سواری کرو اور زینت کے لیے (انہیں پیدا کیا)۔"

① امام ابوداود اور ترمذی رحمہ اللہ نے بسند حسن حضرت مقداد بن معدیکرب رضی اللہ عنہ سے

---

[1] یہ نہیں کہا جا سکتا کہ آیت تحریم طعام حصر کا فائدہ دیتی ہے لہٰذا آیت میں مذکور اشیاء کے علاوہ اور کچھ حرام نہیں۔ امام قرطبی رحمہ اللہ نے اس کا جواب دیتے ہوئے فرمایا ہے کہ یہ آیت مکی ہے اور ہر وہ چیز جسے رسول اللہ ﷺ نے حرام قرار دیا ہے یا جس کا ذکر کتاب اللہ میں آیا ہو تو اسے اسی آیت کریمہ کے ساتھ ملایا جائے گا۔ گویا وہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے اپنے رسول ﷺ کی زبانی مزید حکم ہے۔ اہل نظر، اہل فقہ اور اہل اثر میں سے اکثر اہل علم کا یہی مذہب ہے، اس کی نظیر یہ ہے کہ فرمان باری تعالیٰ ﴿واحل لكم ما وراء ذلكم﴾ کے باوجود پھوپھی اور بھتیجی اور خالہ اور بھانجی سے بیک وقت نکاح حرام ہے۔ نیز فان لم يكونا رجلين فرجل وامرأتان کے باوجود ایک گواہ اور قسم کے ساتھ بھی فیصلہ کیا جا سکتا ہے۔

"محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

روایت کیا ہے کہ نبی ﷺ نے فرمایا:

''آگاہ رہو کہ بلاشبہ مجھے کتاب دی گئی ہے اور اس کے ساتھ اس کی مثل بھی، آگاہ رہو، قریب ہے کہ اپنے تخت پر بیٹھا ہوا ایک شکم سیر آدمی یہ کہے کہ اس قرآن کو لے لو، اس میں جو حلال پاؤ اسے حلال سمجھو اور اس میں جو حرام پاؤ اسے حرام سمجھو۔ خبردار! تمہارے لیے پالتو گدھا، کچلی والا ہر درندہ اور کسی معاہد کا لقطہ حلال نہیں، الا یہ کہ اس کا مالک اس سے بے نیاز ہو اور جو شخص کسی قوم کے پاس جائے تو ان پر اس کی مہمانی واجب ہے اور اگر وہ اس کی مہمانی نہ کریں تو وہ مہمانی کے بقدر ان سے لے سکتا ہے۔''

② حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جب نبی ﷺ نے خیبر کو فتح فرمایا تو ہمیں اس بستی (خیبر) سے گدھے ہاتھ لگے۔ ہم نے ان میں سے کئی گدھوں کا گوشت پکایا تو نبی ﷺ نے اعلان فرما دیا: خبردار! بے شک اللہ تعالیٰ اور اس کا رسول تمہیں اس سے منع فرماتے ہیں کیونکہ یہ ناپاک اور عمل شیطان میں سے ہے۔ پس ہنڈیاؤں کو انڈیل دیا گیا حالانکہ جو ان میں تھا وہ اس کے ساتھ جوش مار رہی تھیں۔ (رواہ الخمسۃ)

③ حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی ﷺ نے ہمیں خیبر کے دن خچر اور گدھے (کا گوشت کھانے) سے منع کیا البتہ ہمیں گھوڑے سے منع نہیں فرمایا تھا۔

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما کے بارے میں مروی ہے کہ انھوں نے پالتو گدھوں کو جائز قرار دیا تھا۔ لیکن صحیح بات یہ ہے کہ انھوں نے توقف کرتے ہوئے یہ کہا تھا کہ مجھے نہیں معلوم کہ رسول اللہ ﷺ نے اس لیے منع فرمایا تھا کہ یہ لوگوں کے لیے سواری کا کام دیتے تھے اور آپ نے اس بات کو ناپسند فرمایا کہ سواریاں ختم ہو جائیں یا آپ نے خیبر کے دن پالتو گدھوں کے گوشت کو ہی حرام قرار دے دیا تھا۔ (بخاری)

"محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

درندوں اور شکاری پرندوں کی حرمت:

اسلام نے درندوں اور شکار کرنے والے پرندوں کو حرام قرار دیا ہے۔ امام مسلم رحمۃ اللہ علیہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ہر کچلی والے درندے اور ہر اس شکاری پرندے کو حرام قرار دیا ہے، جو اپنے پنجوں سے شکار کرتا ہے۔

سِبَاعٌ، سَبُعٌ کی جمع ہے۔ اس سے ہر چیر پھاڑ کرنے والا حیوان مراد ہے اور "ذی ناب" سے مراد وہ حیوان ہے جو اپنی کچلیوں کے ساتھ لوگوں اور ان کے اموال پر حملہ آور ہو مثلاً بھیڑیا، شیر، کتا، تیندوا، چیتا اور بِلّا وغیرہ۔ جمہور علماء کے نزدیک یہ تمام حیوان حرام ہیں۔ امام ابو حنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کی رائے میں ہر گوشت کھانے والا حیوان درندہ ہے۔ ہاتھی، بجو یربوع[1] اور بِلّا وغیرہ یہ تمام جانور آپ کے نزدیک حرام ہیں۔ امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ کے نزدیک حرام درندے وہ ہیں جو لوگوں پر حملہ آور ہوتے ہیں۔ مثلاً شیر، چیتا اور بھیڑیا۔ امام مالک رحمۃ اللہ علیہ نے "الموطا" میں حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کی روایت بیان کی ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: "ہر کچلی والے درندے کو کھانا حرام ہے۔"

امام مالک رحمۃ اللہ علیہ نے اس حدیث کو ذکر کرنے کے بعد فرمایا ہے کہ ہمارے ہاں عمل اسی حدیث کے مطابق ہے۔ ابن قاسم نے آپ سے روایت کیا ہے کہ یہ تمام حیوان مکروہ ہیں اور آپ کے جمہور اصحاب کا یہی مذہب ہے۔ امام شافعی اور امام ابو حنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کے اصحاب نے لومڑ کھانے کو جائز قرار دیا ہے۔ جب کہ ابن حزم نے ہاتھی اور سمور[2] کو جائز قرار دیا ہے۔

بندر کھانا حرام ہے۔ ابو عمر فرماتے ہیں کہ مسلمانوں کا اجماع ہے کہ بندر کھانا

---

[1] "یربوع" چوہے کی طرح ایک جانور ہے جس کی اگلی ٹانگیں چھوٹی اور پچھلی بڑی ہوتی ہیں اور دم لمبی ہوتی ہے۔ (مترجم)

[2] سمور ایک جانور ہے جو نیولے کے مشابہ اور اس سے کچھ بڑا ہوتا ہے اور رنگ سرخ سیاہی مائل ہوتا ہے اور اس کی کھال سے بہت قیمتی پوستین تیار ہوتی ہے اور بسا اوقات اس جانور کی کھال کو بھی سمور کہا جاتا ہے۔ (مترجم)

"محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

جائز نہیں۔ کیونکہ رسول اللہ ﷺ نے اسے کھانے سے منع فرمایا ہے۔

پنجوں والے پرندوں سے مراد وہ پرندے ہیں جو اپنے پنجوں کے ساتھ حملہ آور ہوتے ہیں مثلاً شکرہ، شاہین، عقاب، گدھ اور باشق (ایک شکاری پرندہ) وغیرہ، جمہور علماء کے نزدیک حرام ہیں۔ البتہ امام مالک رحمۃ اللہ علیہ کے نزدیک یہ جائز ہیں خواہ پلیدی کھاتے ہوں۔

جلالہ جانوروں کی حرمت:

جلالہ سے مراد ہر وہ اونٹ، گائے، بھیڑ، بکری، مرغی اور بطخ وغیرہ ہے جو پلیدی کھائے، حتیٰ کہ اس کی بو بدل جائے۔ ایسے جانوروں پر سواری کرنے، ان کا گوشت کھانے اور ان کا دودھ پینے سے منع کر دیا گیا ہے۔

① حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے جلالہ جانوروں کے دودھ پینے سے منع فرمایا ہے (ابن ماجہ کے سوا دیگر ائمہ خمسہ نے اسے روایت کیا ہے اور امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ نے اسے صحیح قرار دیا ہے۔) ایک روایت میں ہے کہ آپ نے جلالہ جانوروں پر سواری کرنے سے منع فرمایا ہے۔ (ابوداؤد)

② جناب عمرو بن شعیب نے اپنے والد سے انھوں نے ان کے دادا (حضرت عمرو بن عاص رضی اللہ عنہ) سے روایت کیا ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے پالتو گدھوں کے گوشت اور جلالہ جانوروں پر سواری کرنے اور ان کے گوشت کھانے سے منع فرمایا ہے۔ (احمد، نسائی، ابوداؤد)

اگر ایسے جانوروں کو کچھ عرصہ پلیدی سے بند رکھا جائے، انہیں پاکیزہ چارہ کھلایا جائے، ان کا گوشت پاک ہو جائے اور ان سے "جلالہ" کا نام ختم ہو جائے تو وہ حلال ہو جاتے ہیں کیونکہ ممانعت کا سبب ان کے گوشت میں تبدیلی ہے جو کہ اس طرح زائل ہو جاتی ہے۔

گندی چیزوں کی حرمت:

مذکورہ بالا تفصیل کے ساتھ ساتھ قرآن کریم نے ہر حرام چیز کے لیے ایک قاعدہ کلیہ بیان فرما دیا ہے۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے:

"محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

﴿وَيُحِلُّ لَهُمُ الطَّيِّبٰتِ وَيُحَرِّمُ عَلَيْهِمُ الْخَبٰٓئِثَ﴾ [1]

"وہ (رسول) ان کے لیے پاکیزہ چیزوں کو حلال اور گندی چیزوں کو حرام قرار دیتا ہے۔"

پاکیزہ چیزوں سے مراد وہ ہیں جنھیں لوگ پاک اور لذیذ سمجھتے ہوں اور ان کی حرمت کے بارے میں کوئی نص بھی نہ ہو اور اگر لوگ اسے گندا سمجھیں تو پھر یہ حرام ہوں گی۔ امام شافعی اور حنابلہ کی رائے یہ ہے کہ پاکیزہ چیزیں وہ ہیں جنھیں عرب پاک اور لذیذ سمجھتے ہوں، دوسرے نہیں۔ عرب سے مقصود شہروں اور بستیوں کے عرب باشندے ہیں، اکھڑ اور اجڈ بادیہ نشین مراد نہیں۔

کتاب الدراری المضیئۃ میں لکھا ہے کہ یہ قول راجح ہے کہ عرب ہی نہیں بلکہ سارے لوگ اسے پاک سمجھیں۔ مذکورہ کتاب کے مصنف نے لکھا ہے:

"جن حیوانات کو لوگ ناپاک سمجھیں، کسی علت کی وجہ سے نہیں اور نہ اس وجہ سے کہ انھیں اس کے کھانے کی عادت نہیں ہے بلکہ وہ انھیں محض ناپاک سمجھیں تو اعتبار اکثریت کا ہو گا جیسے کہ حشرات الارض اور بہت سے ایسے حیوانات جن کے کھانے کو لوگوں نے ترک کر رکھا ہے اور ان کی حرمت کی بطور خاص کوئی دلیل نہیں۔ ان کو اکثر و بیشتر اس وجہ سے ترک کیا جاتا ہے کہ یہ ناپاک اور حسب ذیل ارشاد باری تعالیٰ کے مصداق ہیں:

﴿وَيُحَرِّمُ عَلَيْهِمُ الْخَبَائِثَ﴾

"اور گندی چیزوں کو ان پر حرام قرار دیتا ہے۔"

خبائث میں ہر قابل نفرت چیز مثلاً تھوک، بلغم، پسینہ، منی، لید، جوئیں اور پسو وغیرہ داخل ہیں۔"

---

[1] الاعراف: ۱۵۷

"محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

شارع نے جن کے مارنے کا حکم دیا ہے وہ حرام ہیں:

بعض علماء کی رائے یہ ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے جن جانوروں کے مار دینے کا حکم دیا ہے وہ حرام ہیں۔ نیز وہ بھی حرام ہیں جن کے قتل سے آپ نے منع فرمایا ہے۔ رسول اللہ ﷺ نے جن کے قتل کا حکم دیا ہے وہ پانچ جانور ہیں ① کوا ② چیل ③ بچھو ④ چوہا ⑤ باؤلا کتا۔ حضرات ائمہ بخاری، مسلم، ترمذی اور نسائی رحمۃ اللہ علیہم نے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت کیا ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: پانچ جانور سب کے سب موذی ہیں، لہٰذا انھیں حرم میں بھی قتل کیا جاسکتا ہے (اور وہ یہ ہیں:) ① کوا ② چیل ③ بچھو ④ چوہا ⑤ باؤلا کتا۔ جن جانوروں کو مارنے سے آپ نے منع فرمایا ہے وہ ہیں: ① چیونٹی ② شہد کی مکھی ③ ہدہد اور ④ لٹورا (ایک پرندہ)

امام ابوداود رحمۃ اللہ علیہ نے صحیح سند کے ساتھ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے کہ نبی ﷺ نے چار جانوروں کے قتل کرنے سے منع فرمایا ہے (اور وہ ہیں:) ① چیونٹی ② شہد کی مکھی ③ ہدہد ④ لٹورا (ایک پرندہ)

امام شوکانی رحمۃ اللہ علیہ نے اس رائے پر تنقید کرتے ہوئے فرمایا:

> "یہ بھی کہا گیا ہے کہ اسباب تحریم میں سے یہ بھی ہے کہ نبی ﷺ نے اس کے قتل کا حکم دیا ہو مثلاً پانچ موذی جانور اور چھپکلی وغیرہ۔ نیز نبی ﷺ نے اس کے قتل سے منع فرمایا ہو مثلاً چیونٹی، شہد کی مکھی، ہدہد، لٹورا اور مینڈک وغیرہ۔ لیکن شارع سے ایسی کوئی بات ثابت نہیں جس سے معلوم ہوتا ہو کہ نبی ﷺ نے جس کے قتل کا حکم دیا ہو یا جس کے قتل سے منع فرمایا ہو اس کا کھانا حرام ہے۔ اس بارے میں امر و نہی کو دلیل قرار نہیں دیا جاسکتا کیونکہ یہ بات نہ عقلی طور پر لازم ہے اور نہ عرفی طور پر لہٰذا اسے اصول تحریم میں سے قرار دینے کی کوئی وجہ نہیں۔ جس کے قتل کا حکم دیا گیا ہے یا جس کے قتل سے منع کیا گیا ہے۔ اگر وہ

"محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

خبائث میں سے ہے تو اس کی حرمت کی دلیل مذکورہ بالا آیت کریمہ ہوگی اور اگر وہ خبائث میں سے نہیں تو پھر وہ جانور حلال ہوگا تاکہ اس کے مطابق عمل ہو سکے جو ہم نے قبل ازیں حلال کے بارے میں اصول اور ان کے بارے میں دلائل بیان کیے ہیں۔"

مسکوت:

جس سے شارع نے سکوت اختیار فرمایا ہو اور اس کی حرمت کے بارے میں نص وارد نہ ہو تو وہ اس متفق علیہ قاعدہ کے مطابق حلال ہوگی کہ اشیاء میں اصل اباحت ہے اور یہ قاعدہ اسلام کے اصولوں میں سے ایک اہم اصول ہے۔ بہت سے نصوص سے یہ بات ثابت ہے۔ مثلاً ارشاد باری تعالیٰ ہے:

① ﴿هُوَ الَّذِيْ خَلَقَ لَكُمْ مَّا فِي الْاَرْضِ جَمِيْعًا﴾

"وہی ہے (اللہ) جس نے تمہارے لیے پیدا کیا سب کا سب جو کچھ زمین میں ہے۔"

② امام دارقطنی رحمۃ اللہ علیہ نے حضرت ابو ثعلبہ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

"بلاشبہ اللہ تعالیٰ نے کچھ فرائض مقرر فرمائے ہیں، انھیں ضائع نہ کرو۔ کچھ حدود متعین فرمائی ہیں، ان سے تجاوز نہ کرو اور کچھ چیزوں سے تم پر رحمت کے پیش نظر نہ کہ بھول جانے کی وجہ سے سکوت فرمایا ہے، تم ان کے بارے میں کرید نہ کرو۔"

③ حضرت سلمان فارسی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے گھی، پنیر اور جنگلی گدھے کے بارے میں پوچھا گیا تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

"حلال وہ ہے جسے اللہ تعالیٰ نے اپنی کتاب میں حلال قرار دیا اور حرام وہ ہے جسے اللہ تعالیٰ نے اپنی کتاب میں حرام قرار دیا اور جس سے اس نے

"محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

سکوت فرمایا ہے وہ قابل معافی ہے۔"

اس حدیث کو ابن ماجہ اور ترمذی رحمۃ اللہ علیہم نے روایت کیا ہے۔ امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ یہ حدیث غریب ہے، ہم اسے صرف اسی سند سے پہچانتے ہیں۔ امام حاکم رحمۃ اللہ علیہ نے ہی اسے مستدرک میں بطور شاہد روایت کیا ہے۔

④ امام بخاری و مسلم رحمۃ اللہ علیہم نے حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

"مسلمانوں میں سب سے بڑا مجرم وہ ہے جس نے کسی ایسی چیز کے بارے میں سوال کیا جو لوگوں کے لیے حرام تو نہ تھی لیکن اس کے سوال کرنے کی وجہ سے وہ حرام قرار دے دی گئی۔"

⑤ حضرت ابوالدرداء رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

"جسے اللہ تعالیٰ نے اپنی کتاب میں حلال قرار دیا وہ حلال ہے، جسے حرام قرار دیا وہ حرام ہے اور جس سے سکوت فرمایا وہ قابل معافی ہے۔ اللہ تعالیٰ کی طرف سے معافی کو قبول کرو کیونکہ اللہ تعالیٰ کوئی چیز بھول نہیں سکتا۔"

پھر آپ نے یہ آیت کریمہ تلاوت فرمائی:

﴿وَمَا كَانَ رَبُّكَ نَسِيًّا﴾

"اور آپ کا رب کبھی بھولنے والا نہیں۔"

اس حدیث کو امام بزار رحمۃ اللہ علیہ نے بیان کیا اور کہا کہ اس کی سند صحیح ہے نیز اسے امام حاکم نے بھی روایت کیا اور صحیح قرار دیا ہے۔

درآمد شدہ گوشت:

غیر مسلم ممالک سے درآمد کیے گئے گوشت کو دو شرطوں کے ساتھ کھانا حلال ہے:

① وہ ایسا گوشت ہو جسے اللہ تعالیٰ نے حلال قرار دیا ہو۔

"محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

(۲) اسے شرعی طریقے سے ذبح کیا گیا ہو۔

اگر کسی گوشت میں یہ دو شرطیں موجود نہ ہوں یعنی وہ حرام گوشت ہو، مثلاً خنزیر کا گوشت یا اسے غیر شرعی طریقے سے ذبح کیا گیا ہو تو اس صورت میں وہ حرام ہو گا اور اسے کھانا حلال نہیں ہو گا۔

آج کل ان دو شرطوں کو سائنس کے ایجاد کردہ ذرائع ابلاغ کے ذریعے معلوم کرنا بہت آسان ہو گیا ہے اور اکثر و بیشتر ان ڈبوں پر بھی جن میں گوشت بند ہوتا ہے لکھا ہوتا ہے جس سے گوشت اور اس کی انواع و اقسام کے بارے میں معلومات حاصل ہو جاتی ہیں اور ان معلومات پر اعتماد کیا جا سکتا ہے کیونکہ یہ معلومات زیادہ تر صحیح ہوتی ہیں۔ اس طرح کی صورت حال میں فقہاء نے پہلے بھی فتویٰ دیا ہے۔ مثلاً کتب شافعیہ میں سے علامہ خطیب شربینی کی کتاب "الاقناع" میں ہے:

> "اگر کوئی فاسق یا کتابی یہ خبر دے کہ اس نے اس بکری کو ذبح کیا ہے تو اسے کھانا حلال ہے کیونکہ وہ اہل ذبح میں سے ہے۔ اگر کسی شہر میں مجوسی بھی ہوں اور مسلمان بھی اور یہ معلوم نہ ہو کہ حیوان کو کس نے ذبح کیا ہے، مجوسی نے یا مسلمان نے؟ تو اسے کھانا حلال نہیں ہو گا کیونکہ ذبح کی جائز صورت میں یہ شک پیدا ہو گیا اور اصل بات یہ معلوم ہوتی ہے کہ یہ جائز ذبیحہ نہیں ہے۔ ہاں البتہ اگر کسی ملک میں مسلمانوں کی اکثریت ہو جیسا کہ اسلامی ممالک میں ہے تو پھر اسے کھانا حلال ہو گا اور وہ سب لوگ بھی مجوسیوں ہی کی طرح ہیں جن کا ذبیحہ حلال نہیں ہے۔"

حرام کو اضطراری حالت میں کھانا جائز ہے:

مضطر اور مجبور کے لیے مردار، خنزیر اور حرام حیوانات کا گوشت [1] اور دیگر حرام اشیاء

[1] شافعیہ اور زیدیہ نے تو کسی دوسری چیز کے موجود نہ ہونے کی صورت میں چند شرائط کے ساتھ آدمی

"محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

کو کھانا جائز ہے تاکہ زندگی کی حفاظت کی جا سکے اور انسان کو موت سے بچایا جا سکے۔ اور یہاں جواز سے مقصود یہ ہے کہ جان بچانے کے لیے (حرام چیز کو) کھانا واجب ہے کیونکہ ارشادِ باری تعالیٰ ہے:

﴿وَلَا تَقْتُلُوْٓا اَنْفُسَكُمْ اِنَّ اللّٰهَ كَانَ بِكُمْ رَحِيْمًا﴾[1]

اضطرار کی حد:

انسان اس وقت مضطر ہو گا جب وہ بھوک کی شدت کی وجہ سے ہلاکت تک پہنچ جائے یا کسی ایسی بیماری میں مبتلا ہو جائے جو اس کی ہلاکت کا سبب ہو خواہ انسان فرماں بردار ہو یا نافرمان۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے:

﴿فَمَنِ اضْطُرَّ غَيْرَ بَاغٍ وَّ لَا عَادٍ فَلَآ اِثْمَ عَلَيْهِ اِنَّ اللّٰهَ غَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ﴾[2]

"پھر جو شخص مجبور ہو جائے جب کہ وہ سرکشی کرنے والا[3] اور حد سے گزرنے والا نہ ہو[4] تو اس پر کوئی گناہ نہیں۔ بے شک اللہ بہت بخشنے والا، بڑا رحم کرنے والا ہے۔"

امام ابوداود رحمہ اللہ نے حضرت فجیع عامری رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ انھوں نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہو کر عرض کیا: ہمارے لیے کس قدر مردار حلال ہے؟

کے گوشت کو کھانا بھی جائز قرار دیا ہے، جب کہ احناف اور ظاہریہ نے اس کی مخالفت کرتے ہوئے کہا ہے کہ انسان کا گوشت کھانا جائز نہیں خواہ وہ مردہ ہی کیوں نہ ہو۔

[1] النسآء:29

[2] البقرۃ:173

[3] باغی (سرکشی کرنے والا) سے مراد وہ ہے جو مردار کھانے کے وقت کسی دوسرے پر زیادتی کرے اور اسے نہ کھانے دے بلکہ خود اکیلا ہی کھا جائے اور اسے بھوک سے مر جانے دے۔

[4] عادی (حد سے گزرنے والے) سے مراد وہ ہے جو اس حد سے بھی آگے بڑھ جائے جس سے وہ جان بچا سکے اور ضرر کو دور کر سکے۔

"محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

آپ ﷺ نے دریافت فرمایا: تم کیا کھاتے ہو؟ انھوں نے عرض کیا: ہم صبح و شام دودھ پیتے ہیں۔ آپ نے فرمایا: اپنے باپ کے حق کی قسم! یہ تو واقعی بھوک ہے، پھر آپ نے اس حالت میں ان کے لیے مردار کو حلال قرار دے دیا۔"

امام ابن حزم رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ اضطرار کی حد یہ ہے کہ ایک دن رات گزر جائے اور اسے کھانے پینے کو کچھ نہ ملے اور اسے خدشہ لاحق ہو کہ اسے ایسا ضعف لاحق ہو جائے گا جو اسے موت تک پہنچا دے گا یا اسے اس کے رستے یا اس کے کام سے منقطع کر دے گا تو اس کے لیے اس چیز کا کھانا پینا حلال ہو جائے گا جس سے وہ بھوک اور پیاس کی شدت کے باعث آنے والی موت کو دور کر سکے۔ ہم نے یہ جو حد مقرر کی ہے کہ ایک دن رات گزر جائے اور اسے کھانے کو کچھ نہ ملے تو اس لیے کہ نبی ﷺ ایک دن اور رات کے روزے کے وصال سے منع فرمایا ہے اور ہم نے جو یہ کہا ہے کہ اگر اسے موت کا خوف ہو تو یہ اس لیے کہ وہ مضطر ہے۔ مالکیہ کی رائے ہے کہ اگر اسے تین دن تک کھانے کو کچھ نہ ملے تو اسے جو حرام چیز بھی میسر آئے کھانی جائز ہے، خواہ وہ کسی کا مال ہی کیوں نہ ہو۔

مضطر کو کتنا کھانا چاہیے:

مضطر کو مردار صرف اتنا کھانا چاہیے جس سے وہ اپنی زندگی کی حفاظت اور اپنی خمیدہ کمر کو سیدھا کر سکے، وہ اسے حسب ضرورت اپنے پاس رکھ کر اپنی حاجت پوری کر سکتا ہے۔

امام مالک اور امام احمد رحمۃ اللہ علیہم سے ایک روایت میں ہے کہ اس کے لیے اسے سیر ہو کر کھانا بھی جائز ہے۔ کیونکہ امام ابو داود رحمۃ اللہ علیہ نے حضرت سمرہ بن جندب رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ ایک شخص نے حرہ میں آکر قیام کیا تو اس کی اونٹنی وہاں مر گئی، اس سے اس کی بیوی نے کہا اس کی کھال اتار لو تاکہ ہم اس کی چربی اور گوشت کے ٹکڑے کاٹ کر کھالیں۔ اس نے کہا: میں رسول اللہ ﷺ سے اس کے بارے میں پوچھتا ہوں۔ اس نے پوچھا تو آپ ﷺ نے فرمایا: کیا تمہارے پاس کوئی اور چیز ہے کہ تم اس سے بے نیاز ہو سکو؟ اس نے عرض کیا: جی نہیں۔ تو آپ نے فرمایا: تم اسے کھا سکتے ہو۔

"محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

امام ابو حنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کے اصحاب کا قول ہے کہ وہ اسے سیر ہو کر نہ کھائے جب کہ امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ کے اس کے بارے میں دو قول ہیں۔

وہ مضطر نہیں جو ایسی جگہ ہو جہاں کھانا موجود ہو، خواہ وہ کسی غیر کا ہو:

انسان مضطر اس وقت ہوتا ہے جب اس کے پاس کھانے کے لیے کوئی چیز نہ ہو خواہ وہ کسی غیر کی ہی کیوں نہ ہو۔

اگر کوئی شخص مضطر ہو اور وہ کسی غیر کی ملکیت کھانا چاہے تو اسے کھا لینا چاہیے خواہ اس کا مالک اجازت نہ بھی دے۔ علماء کا اس مسئلے میں کوئی اختلاف نہیں۔ البتہ اس کا تاوان دینے میں اختلاف ہے۔ جمہور کا مذہب یہ ہے کہ اگر وہ بھوک کی وجہ سے مجبور ہو اور کھانے کا مالک موجود نہ ہو تو وہ اس سے لے سکتا ہے۔ البتہ اسے اس کا تاوان ادا کرنا ہو گا کیونکہ اضطرار کی وجہ سے کسی کا حق باطل نہیں ہوتا۔

امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا ہے کہ وہ تاوان ادا نہیں کرے گا کیونکہ اضطرار اور اس حال میں شارع کی طرف سے اجازت کی وجہ سے مسؤلیت ساقط ہو گئی اور یہ نہیں ہو سکتا کہ کسی کام کی اجازت بھی ہو اور اسے کرنے کی صورت میں تاوان بھی ادا کرنا پڑے۔ یہ دونوں باتیں یکجا نہیں ہو سکتیں۔

اگر کھانا موجود ہو اور مالک اسے منع کرے تو مضطر کو اجازت ہے کہ وہ طاقت سے اسے لے سکتا ہے، بشرطیکہ اسے اس کی استطاعت ہو۔ مالکیہ فرماتے ہیں کہ اس حال میں کھانے کے مالک کے ساتھ ہتھیار سے لڑنا بھی جائز ہے لیکن مضطر اسے پہلے یہ بتا دے کہ وہ مضطر ہے اور اگر اس نے اسے کھانا نہ دیا تو یہ اس سے لڑے گا اور اس طرح معلوم کرا دینے کے بعد اگر اس نے قتل کر دیا تو اس کا خون رائیگاں ہو گا کیونکہ اس کے لیے مضطر کو کھانا کھلانا واجب تھا اور اگر کوئی دوسرا شخص اسے قتل کرے تو اس پر قصاص واجب ہو گا۔

امام ابن حزم رحمۃ اللہ علیہ نے کہا ہے کہ جو شخص محرمات میں سے کسی چیز کے کھانے پر مجبور ہو جائے اور اسے کھانے کے لیے کسی مسلمان یا ذمی کا مال نہ ملے تو وہ سیر ہو کر کھا سکتا ہے اور

"محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

حلال چیز ملنے تک اسے اپنے پاس بھی رکھ سکتا ہے۔ جب اسے کوئی حلال چیز مل جائے تو یہ حرام چیز پھر اس طرح حرام ہو جائے گی جیسے پہلے حرام تھی۔ اگر اسے کسی مُسلمان یا ذمی کا مال مل جائے تو اس نے وہ مال پایا ہے، جس کے کھلانے کا رسول اللہ ﷺ نے حکم دیتے ہوئے فرمایا ہے کہ "بھوکے کو کھانا کھلاؤ" اس کا اس میں حق ہے۔ لہٰذا وہ مردار کھانے کے لیے مجبور نہیں۔ اگر اسے ظلم سے منع کر دیا جائے تو اس وقت وہ مضطر ہو گا۔

کیا علاج کے لیے شراب جائز ہے؟

مضطر کے لیے حرام کے جواز پر عُلماء کا اتفاق ہے اور اس میں کسی کا بھی اختلاف نہیں البتہ دوا کے طور پر شراب کے استعمال میں اختلاف ہے۔ بعض نے اسے ممنوع اور بعض نے جائز قرار دیا ہے۔ لیکن راجح بات یہ ہے کہ دوا کے طور پر بھی شراب کا استعمال ممنوع ہے۔ اسلام سے قبل زمانہ جاہلیت میں لوگ شراب کو علاج کے لیے استعمال کرتے تھے۔ اسلام آیا تو اس نے شراب کے ذریعے علاج کو ممنوع اور حرام قرار دے دیا۔ امام احمد، مسلم، ابوداود اور ترمذی رحمۃ اللہ علیہم نے حضرت طارق بن سوید جعفی رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ انھوں نے رسول اللہ ﷺ سے شراب کے بارے میں پوچھا تو آپ نے انھیں اس سے منع فرما دیا۔ انھوں نے عرض کیا: میں تو اسے دوا کے لیے بناتا ہوں۔ آپ نے فرمایا: یہ دوا نہیں بلکہ بیماری ہے۔

امام ابوداود رحمۃ اللہ علیہ نے حضرت ابوالدرداء رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ نبی ﷺ نے فرمایا:

"اللہ تعالیٰ نے بیماری اور دوا کو نازل فرمایا ہے۔ ہر بیماری کے لیے دوا پیدا فرمائی ہے تو علاج کرو لیکن حرام کے ساتھ علاج نہ کرو۔"

بسا اوقات لوگ اسلام سے قبل شراب کو سردی سے بچنے کے لیے بھی استعمال کرتے تھے۔ اسلام نے انہیں اس سے بھی منع کر دیا۔ امام ابوداود رحمۃ اللہ علیہ نے روایت کیا ہے کہ حضرت دیلم حمیری رضی اللہ عنہ نے نبی ﷺ کی خدمت میں عرض کیا: اے اللہ کے رسول ﷺ! ہم ٹھنڈے علاقے میں رہتے ہیں اور نہایت سخت کام کرتے ہیں۔ لہٰذا ہم کام

"محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

کاج کے لیے طاقت حاصل کرنے اور اپنے علاقے کی سردی سے بچنے کے لیے گندم کی شراب استعمال کرتے ہیں۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: کیا یہ نشہ آور ہے؟ اس نے عرض کیا: جی ہاں۔ آپ ﷺ نے فرمایا: اس سے اجتناب کرو۔ اس نے عرض کیا: لوگ اسے نہیں چھوڑیں گے۔ آپ ﷺ نے فرمایا: اگر وہ اسے نہ چھوڑیں تو ان سے لڑائی کرو۔

بعض اہل علم نے اس شرط کے ساتھ شراب کے ذریعے علاج کو جائز قرار دیا کہ جب کوئی ایسی حلال دوا موجود نہ ہو جو حرام کے قائم مقام ہو سکتی ہو تو پھر جائز ہے۔ بشرطیکہ شراب کے ساتھ علاج کرنے والے کا مقصود لذت اور مستی کا حصول نہ ہو اور پھر وہ طبیب کی مقرر کردہ مقدار سے زیادہ استعمال نہ کرے۔

اسی طرح حالت اضطرار میں بھی ان اہل علم نے شراب کے استعمال کو جائز قرار دیا ہے۔ فقہاء نے اس کی مثال یہ دی ہے کہ اگر کسی کے گلے میں لقمہ نہیں جائے جس سے گلہ گھٹ کر مر جانے کا اندیشہ ہو اور شراب کے سوا اور کوئی چیز نہ ہو جس سے لقمے کو حلق سے گزارا جا سکے تو اس حال میں شراب کا استعمال جائز ہو گا۔ یا جیسے کوئی شخص شدید سردی کی وجہ سے ہلاکت کے قریب ہو اور اس ہلاکت سے بچنے کے لیے اس کے پاس شراب کے پیالے یا گھونٹ کے سوا اور کچھ نہ ہو یا اسے عارضہ قلب لاحق ہو، جس سے موت کا اندیشہ ہو اور اسے معلوم ہو یا اسے طبیب بتائے کہ اس خطرے کو دور کرنے کے لیے ایک معیّن مقدار میں شراب استعمال کرنے کے سوا اور کوئی چارہ کار نہیں تو اس صورت میں شراب کا استعمال جائز ہو گا۔ گویا اس کا تعلق ان اضطراری حالات سے ہے جن میں ممنوع چیزیں بھی جائز ہو جاتی ہیں۔

☆☆☆

"محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

ذبح کرنے کا شرعی طریقہ

تعریف:

زکوۃ کے اصل معنی خوشبو لگانے کے ہیں، اسی سے رائحۃ طیبہ ہے جس کے معنی اچھی خوشبو کے ہیں۔ جانور کے ذبح کرنے کو زکوۃ کے نام سے اس لیے موسوم کیا گیا ہے کہ شرعی طریقے سے ذبح کرنے سے جانور پاک ہو جاتا ہے۔

یہ بھی کہا گیا ہے کہ زکوۃ کے معنی پورا کرنے کے ہیں، اسی سے ہے کہ "فلان ذکی" یعنی فلاں شخص مکمل فہم و فراست کا مالک ہے۔ یہاں مقصود یہ ہے کہ کسی حیوان کے گلے یا کلے میں کھانے پینے کی رگوں کو کاٹ کر اسے ذبح یا نحر کیا جائے کیونکہ جن جانوروں کے کھانے کو حلال قرار دیا گیا ہے وہ اس وقت تک حلال نہیں جب تک انہیں ذبح نہ کیا جائے البتہ مچھلی اور ٹڈی اس سے مستثنیٰ ہیں۔

واجبات:

ذبح کرنے کے شرعی طریقے کے لیے یہ واجب ہے کہ ذبح کرنے والا عاقل ہو خواہ وہ مرد ہو یا عورت، مسلمان ہو یا کتابی اور اگر اس میں یہ اہلیت نہ ہو مثلاً یہ کہ وہ نشے کی حالت میں ہو یا مجنون ہو یا وہ ناسمجھ بچہ ہو تو اس کا ذبیحہ حلال نہیں۔ اسی طرح مشرک، بت پرست، زندیق اور مرتد کا ذبیحہ بھی حلال نہیں۔

امام قرطبی رحمۃ اللہ علیہ نے کہا کہ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے فرمایا کہ ارشاد باری تعالیٰ ہے:

﴿وَلَا تَأْكُلُوا مِمَّا لَمْ يُذْكَرِ اسْمُ اللَّهِ عَلَيْهِ وَإِنَّهُ لَفِسْقٌ﴾ [1]

---

[1] الانعام: ۱۲۱

"محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

”اور جس چیز پر اللہ کا نام نہ لیا گیا ہو، اسے مت کھاؤ کیونکہ یہ گناہ کی بات ہے“

پھر اللہ تعالیٰ نے استثنیٰ کرتے ہوئے فرمایا:

﴿اَلْيَوْمَ اُحِلَّ لَكُمُ الطَّيِّبٰتُ وَ طَعَامُ الَّذِيْنَ اُوْتُوا الْكِتٰبَ حِلٌّ لَّكُمْ﴾[1]

”اور اہل کتاب کا کھانا تمہارے لیے حلال ہے اور تمہارا کھانا ان کے لیے حلال ہے“۔

یعنی یہودی اور نصرانی کا ذبیحہ حلال ہے خواہ نصرانی بوقت ذبح یہ کہے:

مسیح کے نام کے ساتھ“

اور یہودی کہے:

”عزیز کے نام کے ساتھ“

کیونکہ یہ ایک ملت پر ہو کر ذبح کرتے ہیں۔

حضرت عطا رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ نصرانی کا ذبیحہ کھالو خواہ وہ ذبح کرتے وقت یہ کہے ”مسیح کے نام کے ساتھ“۔ کیونکہ اللہ عزوجل نے ان کے ذبیحوں کو جائز قرار دیا ہے اور یہ بات اللہ کو معلوم ہے کہ وہ کیا کہتے ہیں۔

قاسم بن مخیمرہ نے کہا ہے کہ اس کے ذبیحہ کو کھالو خواہ وہ یہ کہے ”سرجس کے نام کے ساتھ“ (سرجس ان کے ایک کنیسہ کا نام ہے)۔

امام زہری، ربیعہ، شعبی اور مکحول رحمۃ اللہ علیہم کا بھی یہی قول ہے، جب کہ دو صحابہ کرام حضرت ابوالدرداء اور حضرت عباد بن صامت رضی اللہ عنہم سے بھی یہی مروی ہے۔ اہل علم کی ایک جماعت نے یہ بھی کہا ہے کہ جب تم سنو کہ کتابی غیر اللہ کے نام پر ذبح کر رہا ہے تو تم اسے نہ کھاؤ۔ حضرات صحابہ کرام میں سے حضرت علی، حضرت عائشہ اور حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہم

---

[1] المائدہ:۵

”محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ“

www.KitaboSunnat.com

نے بھی یہی فرمایا ہے۔ امام طاؤس اور حسن کا بھی یہی قول ہے اور ان حضرات کی دلیل حسبِ ذیل آیت کریمہ ہے:

﴿وَلَا تَأْكُلُوا مِمَّا لَمْ يُذْكَرِ اسْمُ اللّٰهِ عَلَيْهِ وَإِنَّهُ لَفِسْقٌ﴾

امام مالک رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ میں اسے مکروہ سمجھتا ہوں۔ انہوں نے اسے حرام نہیں کہا۔

مجوسیوں اور صابئوں کا ذبیحہ:

فقہا کا مجوس کے ذبیحہ کے بارے میں اختلاف ہے اور اس اختلاف کی وجہ یہ ہے کہ مجوس کے اصل دین کے بارے میں اختلاف ہے۔ بعض لوگوں کی رائے ہے کہ یہ لوگ اصحاب کتاب ہیں مگر ان کی کتاب کو اٹھا لیا گیا ہے جیسا کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ سے مروی ہے اور بعض کی یہ رائے ہے کہ یہ مشرک ہیں۔

جن لوگوں نے انہیں اصحاب کتاب میں شمار کیا ہے، انہوں نے ان کے ذبیحہ کو حلال قرار دیا ہے کہ یہ لوگ درج ذیل ارشاد باری تعالیٰ میں داخل ہیں:

﴿وَطَعَامُ الَّذِينَ أُوتُوا الْكِتٰبَ حِلٌّ لَّكُمْ وَطَعَامُكُمْ حِلٌّ لَّهُمْ﴾

"اور اہل کتاب کا کھانا تمہارے لیے حلال ہے اور تمہارا کھانا ان کے لیے حلال ہے"۔

اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے بھی فرمایا ہے:

"ان کے ساتھ اہل کتاب کا معاملہ کرو"۔

امام ابن حزم رحمۃ اللہ علیہ مجوس کے بارے میں فرماتے ہیں:

"یہ اہل کتاب ہیں لہٰذا ہر معاملے میں ان کا حکم اہل کتاب کے حکم کی طرح ہے"۔

امام ابو داود رحمۃ اللہ علیہ اور ظاہریہ کا بھی یہی مذہب ہے۔

جمہور فقہا نے ان کے ذبیحہ کو حرام قرار دیا ہے کیونکہ ان کی نظر میں یہ مشرک ہیں اور صابئوں کے بارے میں ایک قول یہ ہے کہ ان کا ذبیحہ جائز نہیں جب کہ دوسرا قول جواز کا

"محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

ہے۔

② ذبیحہ کے شرعی ہونے کے لیے دوسری واجب بات یہ ہے کہ جس آلہ کے ساتھ ذبح کیا گیا ہو وہ تیز ہو۔ اس کے ساتھ خون بہانا اور گلے کو کاٹنا ممکن ہو مثلاً چھری، پتھر، لکڑی، تلوار، شیشہ اور بانس وغیرہ جس کی دھار اس طرح کاٹ سکے جس طرح چھری اور ہڈی کاٹتی ہے البتہ دانت اور ناخن سے ذبح کرنا جائز نہیں۔

(الف) امام مالک رحمۃ اللہ علیہ نے روایت کیا ہے کہ ایک عورت بکریاں چرا رہی تھی۔ ان میں سے ایک بکری مرنے لگی تو اس نے اسے مرنے سے پہلے پتھر کے ساتھ ذبح کر دیا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے اس کے بارے میں پوچھا گیا تو آپ نے فرمایا کہ اس (کے کھانے) میں کوئی حرج نہیں۔

(ب) رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کیا گیا ہے کہ آپ کی خدمت میں عرض کیا گیا: کیا ہم پتھر اور لاٹھی کے کنارے کے ساتھ ذبح کر سکتے ہیں؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ”جلدی کرو اور خون بہادو جو چیز خون بہادے اور اس پر اللہ تعالیٰ کا نام لیا گیا ہو تو اسے کھالو البتہ دانت اور ناخن کے ساتھ خون نہ بہاؤ۔“

(ج) رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے شیطان کے نشتر سے منع فرمایا ہے اور اس سے مراد یہ ہے کہ جانور کی کھال کو کاٹ کر اسے ذبح کیا جائے اور اس کی گردن کی رگوں کو نہ کاٹا جائے۔ (اسے امام ابوداود رحمۃ اللہ علیہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے اور اس کی سند میں راوی عمرو بن عبداللہ صنعانی ضعیف ہے)۔

③ گلے اور نرخرے کو کاٹنا بھی واجب ہے لیکن انہیں جدا کر دینا شرط نہیں اور نہ یہ شرط ہے کہ گلے کے دونوں جانب کی سخت رگوں کو کاٹا جائے کیونکہ یہ دونوں کھانے اور پینے کی جگہ ہیں۔ ان کے ساتھ زندگی نہیں ہوتی اور جانوروں کے ذبح کرنے سے یہی مقصود ہوتا ہے کہ ان کی زندگی ختم ہو جائے۔ اگر ذبح کرتے ہوئے سر الگ ہو جائے تو اس سے مذکورہ جانور حرام نہیں ہوتا۔ اس طرح اگر گردن کی طرف سے ذبح کر دیا جائے بشرطیکہ آلہ ذبح کے مقام

”محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ“

www.KitaboSunnat.com

پر آئے تو اس سے بھی جانور حرام نہیں ہوگا۔

④ بسم اللہ پڑھنا بھی واجب ہے۔ امام مالک رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ وہ جانور جسے ذبح کرتے ہوئے اللہ کا نام نہ لیا جائے تو وہ حرام ہے، خواہ اس نے اللہ کا نام جان بوجھ کر ترک کیا ہو یا بھول کر۔ امام ابن سیرین اور متکلمین میں سے ایک گروہ کا بھی یہی قول ہے۔

امام ابو حنیفہ رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ اگر جان بوجھ کر اللہ تعالیٰ کا نام ترک کیا تو ذبیحہ حرام ہے اور اگر بھول جانے کی وجہ سے ترک ہو گیا تو حلال ہے۔

امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ جس پر اللہ کا نام نہ لیا گیا ہو وہ حلال ہے، خواہ اللہ کا نام جان بوجھ کر چھوڑ دیا یا غلطی سے چھوٹ گیا بشرطیکہ ذبح کرنے والا ذبح کرنے کا اہل ہو۔

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ کچھ لوگوں نے عرض کیا: اے اللہ کے رسول! لوگ ہمارے پاس گوشت لے کر آتے ہیں، ہمیں نہیں معلوم کہ اس پر اللہ کا نام لیا گیا ہے یا نہیں؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: تم اللہ کا نام لے لو اور کھالو۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا: ان لوگوں نے کفر کو نیا نیا ترک کیا تھا۔ (بخاری)

مکروہات:

ذبح کے سلسلے میں درج ذیل امور مکروہ ہیں:

① کند آلے کے ساتھ ذبح کرنا مکروہ ہے۔ کیونکہ امام مسلم رحمۃ اللہ علیہ نے حضرت شداد بن اوس رضی اللہ عنہ کی روایت کو بیان کیا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: بلاشبہ اللہ تعالیٰ نے ہر چیز کو احسن انداز میں سرانجام دینا فرض قرار دیا ہے لہذا جب تم قتل کرو تو احسن انداز میں قتل کرو اور ذبح کرو تو احسن انداز میں ذبح کرو۔ تمہیں چاہیے کہ چھری کو تیز کر لو اور ذبیحہ کو آرام پہنچاؤ (یعنی کند آلے سے ذبح کر کے اسے نہ تڑپاؤ)۔

② حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حکم دیا کہ چھری کو تیز کر لیا جائے اور جانوروں سے چھپایا جائے۔ (احمد)

"محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

(۳) حیوان کی گردن توڑنا یا جان نکلنے سے پہلے اس کی کھال اتارنا بھی مکروہ ہے۔ امام دار قطنی رحمۃ اللہ علیہ نے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کی روایت کو بیان کیا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

"جان نکلنے سے پہلے جلدی سے جان نہ نکالو"

ذبح کرتے وقت جانور کے قبلہ رخ کرنے کے استحباب کے بارے میں کوئی چیز وارد نہیں۔

قریب المرگ یا مریض حیوان کو ذبح کرنا:

جب جانور کو ذبح کیا جائے اور ذبح کرتے وقت اس میں زندگی کی رمق ہو تو اسے کھانا حلال ہے، خواہ یہ ایسی پائیدار زندگی نہ ہو جس کے ساتھ حیوان زندہ رہ سکتا ہو، اسی طرح ایسا مریض جانور جس کی زندگی کی امید نہ ہو، اگر اسے ذبح کیا جائے اور بوقتِ ذبح وہ زندہ ہو تو اسے بھی کھانا حلال ہے۔

زندگی اس طرح معلوم ہو سکتی ہے کہ وہ اپنے ہاتھ یا پاؤں یا دم کو حرکت دے یا اس کا سانس جاری ہو، جب جانور نزع کی حالت میں ہو اور وہ اپنے ہاتھ یا پاؤں کو حرکت نہ دے رہا ہو تو اس حالت میں اسے مردہ سمجھا جائے گا اور وہ ذبح کرنے سے بھی حلال نہ ہو گا۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے:

﴿حُرِّمَتْ عَلَيْكُمُ الْمَيْتَةُ وَ الدَّمُ وَ لَحْمُ الْخِنْزِيْرِ وَ مَا اُهِلَّ لِغَيْرِ اللّٰهِ بِهٖ وَ الْمُنْخَنِقَةُ وَ الْمَوْقُوْذَةُ وَ الْمُتَرَدِّيَةُ وَ النَّطِيْحَةُ وَ مَا اَكَلَ السَّبُعُ اِلَّا مَا ذَكَّيْتُمْ﴾ [1]

"تم پر (یہ چیزیں) حرام کی گئی ہیں مردار، خون، سور کا گوشت اور ہر وہ چیز جو اللہ کے علاوہ کسی اور کے نام سے مشہور کر دی جائے۔ نیز وہ جانور جو گلا کٹ کر یا چوٹ کھا کر یا بلندی سے گر کر یا سینگ کی ضرب سے

[1] المائدہ:۳

"محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

مر گیا ہو نیز وہ جانور جسے کسی درندے نے پھاڑا ہو الا یہ کہ (ابھی وہ زندہ ہو اور) تم اسے ذبح کر لو"۔

یعنی یہ اشیا تمہارے لیے حرام ہیں الا یہ کہ جسے تم زندہ پا لو تو وہ ذبح کرنے سے حلال ہو جائے گی۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے سوال کیا گیا کہ اگر بھیڑیا کسی بکری پر حملہ کر کے اس کے پیٹ کو پھاڑ دے اور اس کی انتڑیاں بکھیر دے اور پھر اس بکری کو ذبح کر لیا جائے تو انہوں نے فرمایا: کھا لو اور جو انتڑیاں اس نے باہر نکال کر بکھیر دی ہیں انہیں نہ کھاؤ۔

مکمل ذبح کرنے سے پہلے ہاتھ اٹھالینا:

جب ذبح کرنے والا مکمل ذبح کرنے سے پہلے ہاتھ اٹھا لے اور پھر فوراً پلٹ کر ذبح کے عمل کو مکمل کر لے تو یہ جائز ہے۔ کیونکہ اس کا جانور کو زخمی کرنا اور پھر بعد میں اسے ذبح کرنا جب کہ اس میں زندگی موجود تھی تو یہ عمل بھی ارشاد باری تعالیٰ:

"(الا یہ کہ (وہ ابھی زندہ ہو اور) تم اسے ذبح کر لو) میں داخل ہے۔"

ذبح کرنے میں دشواری کی صورت میں حیوان کو زخمی کرنا:

جو حیوان ذبح کرنے سے حلال ہو جاتا ہے، اگر اسے ذبح کرنے کی قدرت ہو تو مقام ذبح سے اسے ذبح کیا جائے اور اگر اسے ذبح کرنے کی قدرت نہ ہو تو اسے ذبح کرنے کا طریقہ یہ ہوگا کہ اس کے بدن کے کسی بھی حصے کو زخمی کر دیا جائے بشرطیکہ زخم سے اتنا خون بہہ نکلے جس سے وہ قتل ہو سکتا ہو۔

حضرت رافع بن خدیج رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ہم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ سفر میں تھے کہ لوگوں کے اونٹوں میں سے ایک اونٹ بھاگ گیا، لوگوں کے پاس گھوڑا نہیں تھا (کہ اسے دوڑا کر اسے پکڑ لیتے) ایک بندے نے اس پر تیر پھینک کر اسے بھاگنے سے روک لیا تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ان حیوانوں میں بھی وحشی جانوروں کی طرح وحشی ہوتے ہیں جو ایسا کرے تو اس کے ساتھ اسی طرح کا معاملہ کیا کرو۔ (بخاری و مسلم)

امام احمد رحمۃ اللہ علیہ اور اصحاب سنن نے ابو العشراء سے اور انہوں نے اپنے والد سے روایت کیا

"محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

ہے کہ انہوں نے عرض کیا: اے اللہ کے رسول! کیا ذبح حلق اور رگوں ہی سے کیا جاتا ہے؟ آپ نے فرمایا: "اگر تم حیوان کی ران پر نیزہ مار دو تو یہ بھی کافی ہے"۔

امام ابو داود رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ یہ اس جانور کے بارے میں ہے جو بلندی سے گر کر یا کسی وحشی جانور کے حملے کی وجہ سے مرنے لگا ہو۔ امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ ایسا کرنا بوقت ضرورت جائز ہے۔ مثلاً کوئی جانور سرکش ہو کر بھاگ اٹھا ہو اور ہمیں اسے پکڑنے کی طاقت نہ ہو یا کوئی جانور دریا میں گر گیا ہو اور اس کے ڈوب کر مرنے کا اندیشہ ہو تو ہم اسے چھری یا تیر مار دیں گے جس سے اس کا خون بہہ نکلے اور وہ مر جائے تو وہ حلال ہے۔

حضرت امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے حضرت علی، ابن عباس، ابن عمر اور حضرت عائشہ رضی اللہ عنہم سے روایت کیا ہے کہ حیوانات میں سے جو تمہیں عاجز کر دے تو وہ شکار کی طرح ہے اور جو کنویں میں گر جائے تو اسے وہاں سے ذبح کر لو جہاں سے ذبح کرنے کی تمہیں قدرت ہو۔

پیٹ کے بچے کو ذبح کرنا:

جب بچہ اپنی ماں کے پیٹ سے نکلے اور اس میں زندگی ہو تو اسے ذبح کرنا واجب ہے۔ اگر تم بچے کی ماں کو ذبح کر دو اور وہ ابھی تک اپنی ماں کے پیٹ میں ہی ہو تو اس کی ماں کو ذبح کرنا ہی اسے ذبح کرنے کے لیے کافی ہے۔ بشرطیکہ بچہ مردہ نکلا ہو یا اس میں زندگی کی رمق ہو۔ کیونکہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے جنین کے بارے میں فرمایا ہے:

"اسے ذبح کرنا اس کی ماں کا ذبح کرنا ہے۔"

اسے حضرت ابو سعید رضی اللہ عنہ سے امام احمد، ابن ماجہ، ابو داود، ترمذی اور دار قطنی اور ابن حبان رحمۃ اللہ علیہم نے روایت کیا اور امام ابن حبان نے اسے صحیح کہا ہے۔ امام ابن المنذر نے کہا ہے:

> جن حضرات نے یہ کہا ہے کہ جنین کو ذبح کرنا اس کی ماں کا ذبح کرنا ہے خواہ جنین کے شکم مادر میں بال نکلے ہوں یا نہ نکلے ہوں، ان میں حضرت علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہم اور حضرت سعید بن مسیب، احمد، اسحاق اور شافعی رحمۃ اللہ علیہم بطور خاص قابلِ ذکر ہیں۔ امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے

"محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

ہیں کہ حضرات صحابہ کرام یا علماء میں سے کسی سے بھی یہ ثابت نہیں کہ جنین کو از سر نو ذبح کئے بغیر نہ کھایا جائے الا یہ کہ حضرت امام ابو حنیفہ رحمۃ اللہ علیہ سے یہ مروی ہے۔

امام ابن قیم رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

صحیح صریح اور محکم سُنت سے جو یہ ثابت ہے کہ جنین کو ذبح کرنا اس کی ماں ہی کو ذبح کرنا ہے تو یہ خلاف اصول ہے کیونکہ اصول یہ ہے کہ مردہ جانور حرام ہے۔ اس کے جواب میں کہا جائے گا کہ جس کی زبان اقدس سے مردار کی حرمت ثابت ہے اسی زبانِ اطہر سے مردہ جانوروں میں سے مچھلی اور ٹڈی کا استثنیٰ بھی ثابت ہے۔ تو جنین حلال کیوں نہ ہو جب کہ یہ مردہ ہی نہیں بلکہ یہ تو اپنی ماں کے اجزاء میں سے ایک جزء ہے اور اس کے تمام اعضاء پر ذبح کا عمل واقع ہو چکا ہے اور اس بات کی ضرورت نہیں کہ اس کے ایک ایک جزء کو ذبح کیا جائے۔

جنین اپنی ماں کے تابع ہے، اس کا ایک جزء ہے، سُنت سے اس کا جواز ثابت نہ بھی ہوتا تو صحیح اصول کا تقاضا یہی ہے، لیکن یہاں تو سُنت سے اس کا جواز ثابت ہے اور یہ قیاس اور اصول کے بھی مطابق ہے گویا اس مسئلہ پر نص، اصل اور قیاس متفق ہیں۔ وللہ الحمد

☆☆☆

"محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

قربانی

تعریف:

"اضحیۃ" اور "ضحیۃ" اس اونٹ، گائے اور بھیڑ بکری کا نام ہے، جسے قربانی کے دن اور ایام تشریق میں تقربِ الٰہی کے حصول کے لیے ذبح کیا جاتا ہے۔

مشروعیت:

درج ذیل ارشاداتِ باری تعالیٰ سے قربانی کی مشروعیت ثابت ہوتی ہے:

﴿اِنَّآ اَعْطَيْنٰكَ الْكَوْثَرَ۝ فَصَلِّ لِرَبِّكَ وَ انْحَرْ۝ اِنَّ شَانِئَكَ هُوَ الْاَبْتَرُ۝﴾[1]

"(اے نبی!) یقیناً ہم نے آپ کو کوثر عطا کی۔ تو آپ اپنے رب ہی کے لیے نماز پڑھیں اور قربانی کریں۔ بے شک آپ کا دشمن ہی جڑ کٹا ہے۔"

﴿وَ الْبُدْنَ جَعَلْنٰهَا لَكُمْ مِّنْ شَعَآئِرِ اللّٰهِ لَكُمْ فِيْهَا خَيْرٌ﴾[2]

"اور قربانی کے اونٹوں کو ہم نے تمہارے لیے اللہ کے شعائر بنا دیا ہے جن میں تمہارے لیے بہتری ہے۔"

"نحر" کا لفظ یہاں قربانی کا جانور ذبح کرنے کے معنی میں ہے۔ نبی ﷺ سے ثابت ہے کہ آپ نے قربانی کی اور مسلمانوں نے بھی قربانی کی اور قربانی کی مشروعیت پر تمام مسلمانوں کا اجماع ہے۔

[1] الکوثر:١-٣

[2] الحج:٣٦

"محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

فضیلت:

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ نے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت کیا ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

"آدمی نے قربانی کے دن کوئی ایسا عمل نہیں کیا، جو اللہ تعالیٰ کو خون بہانے سے زیادہ محبوب ہو، قربانی کا جانور روز قیامت اپنے سینگوں، بالوں اور کھروں کے ساتھ آئے گا اور قربانی کے جانور کا خون زمین پر گرنے سے پہلے اللہ تعالیٰ کے ہاں قبول ہو جاتا ہے۔ لہٰذا خوش دلی سے قربانی کیا کرو۔"

حکم:

قربانی سُنت مؤکدہ ہے، قدرت کے باوجود اسے ترک کرنا مکروہ ہے کیونکہ بخاری و مسلم میں حضرت انس رضی اللہ عنہ سے مروی حدیث ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے سفید و سیاہ رنگ کے سینگوں والے دو مینڈھوں کی قربانی دی اور انہیں بِسْمِ اللهِ وَ اللهُ اَكْبَر پڑھ کر اپنے دستِ مبارک سے ذبح کیا۔

امام مُسلم رحمۃ اللہ علیہ نے حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا کی روایت کو بیان کیا ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جب تم ذوالحجہ کا چاند دیکھ لو اور تم میں سے کوئی قربانی کرنے کا ارادہ رکھتا ہو تو اسے چاہیے کہ اپنے بال اور ناخن نہ کاٹے۔

یہ الفاظ کہ "وہ قربانی کرنے کا ارادہ رکھتا ہو" اس بات کی دلیل ہیں کہ قربانی سُنت ہے واجب نہیں۔ حضرت ابو بکر و عمر رضی اللہ عنہما سے روایت کیا گیا ہے کہ وہ اس اندیشے کی وجہ سے اپنے گھر والوں کی طرف سے قربانی نہیں کیا کرتے تھے کہ اسے واجب نہ سمجھا جائے۔[1]

[1] امام ابن حزم رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ صحابہ کرام میں سے کسی سے بھی یہ ثابت نہیں کہ قربانی واجب ہے۔ البتہ امام ابو حنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کی رائے میں یہ ان دولت مندوں پر واجب ہے جو نصاب کے مالک ہوں، مقیم ہوں اور مسافر نہ ہوں۔ کیونکہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ جسے مالی وسعت حاصل ہو اور وہ قربانی نہ کرے تو وہ ہماری عید گاہ کے قریب بھی نہ آئے۔ اسے امام احمد اور ابن ماجہ نے روایت کیا اور امام حاکم نے صحیح قرار دیا ہے۔ لیکن ائمہ کرام نے اس روایت کے موقوف ہونے کو ترجیح دی ہے۔

"محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

قربانی کب واجب ہے؟

قربانی درج ذیل دو صورتوں میں واجب ہے:

① آدمی نے جب قربانی کرنے کی نیت کی ہو کیونکہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”جو شخص اللہ تعالیٰ کی اطاعت کی نذر مانے تو اسے اس کی اطاعت کرنی چاہیے۔“

حتیٰ کہ اگر نذر ماننے والا فوت ہو جائے، تو اس کی اس نذر میں نیابت بھی جائز ہے، جو اس نے اپنی موت سے پہلے متعین کی تھی۔

② آدمی یہ کہے کہ یہ جانور اللہ کے لیے ہے یا یہ کہے کہ یہ قربانی ہے۔

امام مالک رحمۃ اللہ علیہ کے نزدیک جب قربانی کی نیت سے جانور خریدے تو قربانی واجب ہو جاتی ہے۔

حکم:

اللہ تعالیٰ نے قربانی کو حضرت ابراھیم علیہ السلام کی یاد کو زندہ کرنے اور عید کے دن لوگوں کے لیے کھانے میں توسع پیدا کرنے کے لیے مشروع قرار دیا ہے، جیسا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: یہ کھانے، پینے اور اللہ عزوجل کے ذکر کے دن ہیں۔

کس جانور کی قربانی:

قربانی اونٹ، گائے اور بھیڑ بکری کی ہو سکتی ہے۔ ان تین اقسام کے جانوروں کے علاوہ اور کسی جانور کی قربانی جائز نہیں۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے:

﴿لِّيَذْكُرُوا اسْمَ اللَّهِ مَا رَزَقَهُم مِّن بَهِيمَةِ الْأَنْعَامِ﴾ [1]

”تاکہ جو جانور ہم نے انہیں عطا کیے ہیں، ان پر وہ اللہ کا نام لیا کریں“۔

قربانی میں چھترا اور دنبہ چھ ماہ کا، بکرا ایک سال کا، گائے دو سال کی اور اونٹ پانچ سال کا جائز ہے اور اس سلسلے میں جانور نر ہو یا مادہ برابر ہیں۔

---

[1] الحج: ۳۴

”محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ“

www.KitaboSunnat.com

① امام احمد اور ترمذی رحمۃ اللہ علیہ نے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کی حدیث کو بیان کیا ہے کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو ارشاد فرماتے ہوئے سنا:

"بہترین قربانی بھیڑ کا جذعہ (چھوٹا بچہ) ہے۔"[1]

② حضرت عقبہ بن عامر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں نے عرض کیا: اے اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم! میرے پاس جذعہ (بھیڑ کا چھوٹا بچہ) ہے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اسی کی قربانی کرو۔ (بخاری و مسلم)

مُسنہ (دو دانت والا جانور) اونٹ میں سے وہ ہے جس کی عمر پانچ سال، گائے میں سے وہ جس کی عمر دو سال، بکرے میں سے وہ جس کی عمر ایک سال اور چھترے اور دنبے میں سے وہ جس کی عمر چھ ماہ ہو البتہ اس بارے میں ائمہ کرام میں اختلاف موجود ہے۔

اس جانور کو "مُسنہ" سامنے کے اوپر کے اور نیچے کے دو دانتوں کی وجہ سے کہا جاتا ہے۔

خصی جانور کی قربانی:

خصی جانور کی قربانی میں کوئی حرج نہیں کیونکہ امام احمد رحمۃ اللہ علیہ نے حضرت ابو رافع رضی اللہ عنہ کی روایت کو بیان کیا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے سیاہ رنگ کے دو خصی بکروں کی قربانی دی اور پھر خصی جانور کا گوشت زیادہ پاکیزہ اور زیادہ لذیذ ہوتا ہے۔

جن جانوروں کی قربانی جائز نہیں:

قربانی کی شرائط میں سے ہے کہ قربانی کا جانور عیوب سے پاک ہو، درج ذیل عیوب والے جانور کی قربانی جائز نہیں۔

① مریض، جس کا مرض واضح ہو۔

② کانا، جس کا کانا ہونا واضح ہو۔

③ لنگڑا، جس کا لنگڑا پن واضح ہو۔

---

[1] حنفیہ کے نزدیک چھ ماہ کا بچہ جذعہ ہے، جب کہ شافعیہ کے صحیح قول کے مطابق جذعہ وہ ہے جس کی عمر ایک سال ہو۔

"محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

④ لاغر، جس میں چربی بالکل نہ ہو۔

⑤ وہ جانور جس کے کان یا سینگ کا اکثر حصہ کاٹا ہوا ہو۔

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: قربانی میں چار قسم کے جانور جائز نہیں: ① وہ کانا جس کا کانا پن واضح ہو۔ ② وہ بیمار جس کی بیماری واضح ہو۔ ③ وہ لنگڑا جس کا لنگڑا پن واضح ہو۔ اور ④ وہ لاغر جانور جس میں چربی نہ ہو۔

ان کے ساتھ درج ذیل جانوروں کا حکم بھی یہی ہے:

① وہ جانور جس کے سامنے کے دانت جڑ سے اکھڑ گئے ہوں۔

② جس کے سینگوں کا غلاف ٹوٹ گیا ہو۔

③ جو اندھا ہو۔

④ جو چراگاہ میں چکر تو لگاتا ہو لیکن چرتا نہ ہو۔

⑤ جو خارش زدہ ہو اور شدید خارش میں مبتلا ہو۔

ایسے جانور کی قربانی میں کوئی حرج نہیں جس کی زبان میں لکنت ہو، جس کی دم کٹی ہو، جو حاملہ ہو، جس کے پیدائشی طور پر کان نہ ہوں یا جس کا آدھا کان یا آدھی چکتی کٹی ہو۔ شافعیہ کے نزدیک صحیح قول یہ ہے کہ جس جانور کی چکتی یا تھن کٹے ہوں اس کی قربانی جائز نہیں کیونکہ ایسا جانور کئی ماکول اللحم اجزاء سے محروم ہے۔ اسی طرح جس کی دم کٹی ہو اس کی قربانی بھی شافعیہ کے نزدیک جائز نہیں۔

امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ دانتوں کے بارے میں رسول اللہ ﷺ سے کوئی چیز محفوظ نہیں۔

ذبح کرنے کا وقت:

قربانی کے لیے شرط ہے کہ اسے عید کے دن سورج طلوع ہونے کے اتنے وقت کے بعد ذبح کیا جائے، جس میں نماز عید ادا کی جا سکے اور اس کے بعد تین دنوں میں رات یا دن کو جس وقت چاہے قربانی کے جانور کو ذبح کر سکتا ہے۔ ان دنوں کے ختم ہونے کے ساتھ قربانی کا

"محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

وقت ختم ہو جائے گا۔

حضرت براء رضی اللہ عنہ نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کیا ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

"اس دن (یعنی عید کے دن) ہم سب سے پہلے نماز عید ادا کریں گے اور پھر واپس آ کر قربانی کے جانور قربان کریں گے۔ جس نے اس طرح کیا اس نے ہماری سُنت کے مطابق عمل کیا اور جس نے (نماز عید سے) پہلے ہی جانور کو ذبح کر لیا تو یہ گوشت ہے جو اس نے اپنے گھر والوں کو پیش کیا ہے، قربانی سے اس کا کوئی تعلق نہیں۔"

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ہمیں قربانی کے دن خطبہ دیتے ہوئے ارشاد فرمایا:

"جس نے ہماری طرح نماز ادا کی، ہمارے قبلہ کی طرف منہ کیا اور ہماری طرح قربانی کرنا چاہے تو وہ نماز سے پہلے قربانی نہ کرے۔"

اسی طرح امام بخاری و مُسلم رحمۃ اللہ علیہم نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے اس فرمان کو روایت کیا ہے کہ جس نے نماز سے پہلے (جانور کو) ذبح کیا، تو اس نے اسے اپنے لیے ذبح کیا ہے اور جس نے نماز اور (عید کے) دونوں خطبوں کے بعد ذبح کیا، تو اس نے اپنی قربانی کو مکمل کیا اور مُسلمانوں کے طریقے کے مطابق عمل کیا۔

ایک گھر والوں کی طرف سے ایک قربانی کافی ہے:

جب کوئی انسان ایک بھیڑ یا بکری کی قربانی کر دے تو وہ اس کے اور اس کے گھر والوں کی طرف سے کفایت کر جائے گی، حضرات صحابہ کرام رضی اللہ عنہم میں سے ایک شخص اپنے اور اپنے گھر والوں کی طرف سے ایک بکری ذبح کرتا تھا، یہ گویا سُنت کفایہ ہے۔ امام ابن ماجہ اور ترمذی رحمۃ اللہ علیہم نے روایت کیا اور امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ نے اسے صحیح قرار دیا ہے کہ حضرت ابوایوب رضی اللہ عنہ اپنے اور اپنے گھر والوں کی طرف سے ایک بکری ذبح کیا کرتے تھے، جسے خود بھی کھاتے اور لوگوں کو بھی کھلاتے۔ حتیٰ کہ لوگوں نے فخر کا اظہار شروع کر دیا اور صورت حال وہ ہے، جو

"محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

آپ دیکھ رہے ہیں۔

قربانی میں مشارکت کا جواز:

اونٹ یا گائے کی قربانی میں مشارکت بھی جائز ہے۔ گائے یا اونٹ سات اشخاص کی طرف سے بھی کفایت کر سکتا ہے۔ جب ان کا مقصود قربانی کرنا اور تقرب الٰہی کو حاصل کرنا ہو۔ حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ہم نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ حدیبیہ میں اونٹ کو سات اشخاص کی طرف سے اور گائے کو بھی سات اشخاص کی طرف سے قربان کیا۔ (مسلم، ابوداؤد، ترمذی)

قربانی کے گوشت کی تقسیم:

قربانی کرنے والے کے لیے سُنت یہ ہے کہ وہ خود بھی اپنی قربانی کا گوشت کھائے، اعزہ واقارب کو تحفہ دے اور فقیروں پر بھی صدقہ کرے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: (قربانی کا گوشت) کھاؤ، لوگوں کو بھی کھلاؤ اور جمع کر کے بھی رکھ سکتے ہو۔"

عُلماء نے فرمایا ہے کہ افضل یہ ہے کہ تیسرا حصہ کھائے، تیسرا حصہ صدقہ کر دے اور تیسرا حصہ جمع کرے۔ قربانی کے گوشت کو دوسری جگہ حتیٰ کہ کسی دوسرے شہر میں بھی لے جانا جائز ہے۔ قربانی کے گوشت اور اس کی کھال کو بیچنا جائز نہیں۔ قصاب کو قربانی کا گوشت بطور اجرت دینا جائز نہیں، وہ اس کے کام کی مزدوری الگ سے دے۔ قربانی کرنے والے کو چاہیے کہ قربانی کی کھال کو صدقہ کر دے یا اس سے اپنے استعمال کے لیے کوئی چیز بنا لے۔ امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کے نزدیک اس کی کھال کو بیچ کر اس کی قیمت کو صدقہ کرنا یا اس کی قیمت کے ساتھ گھر کے استعمال کے لیے کوئی چیز خریدنا بھی جائز ہے۔

قربانی خود ذبح کی جائے:

جو شخص اچھے طریقے سے ذبح کرنا جانتا ہو، تو اس کے لیے سُنت یہ ہے کہ وہ اپنی قربانی کو اپنے ہاتھ سے ذبح کرے اور ذبح کرتے وقت یہ پڑھے: بِسْمِ اللهِ وَاللهُ أَكْبَرُ اے اللہ یہ قربانی فلاں کی طرف سے ہے۔ یہاں اپنا نام لے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک مینڈھے کو ذبح

"محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

کیا اور فرمایا: بِسْمِ اللّٰہِ وَاللّٰہُ اَکْبَرُ، اے اللہ! یہ میری طرف سے اور میری امت کے ہر اس شخص کی طرف سے ہے، جس نے قربانی نہیں کی۔ (ابوداود، ترمذی)

جو شخص اچھی طرح ذبح نہ کر سکتا ہو (تو وہ کسی دوسرے آدمی سے ذبح کرا سکتا ہے البتہ) وہ ذبح کے وقت موجود اور حاضر رہے۔ نبی ﷺ نے حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا سے فرمایا تھا: فاطمہ! کھڑی ہو جاؤ اور اپنی قربانی کے پاس حاضر رہو۔ خون کا پہلا قطرہ گرنے کے وقت تمہارے وہ تمام گناہ معاف ہو جائیں گے جو تم نے کیے ہوں اور (جب جانور ذبح ہو تو) یہ کہو:

اِنَّ صَلَاتِیْ وَنُسُکِیْ وَمَحْیَایَ وَمَمَاتِیْ لِلّٰہِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ لَا شَرِیْکَ لَہٗ وَبِذٰلِکَ اُمِرْتُ وَاَنَا اَوَّلُ الْمُسْلِمِیْنَ

"بے شک میری نماز بھی، میری قربانی بھی، میرا جینا بھی اور میرا مرنا بھی اللہ رب العالمین کے لیے ہے، جس کا کوئی شریک نہیں، اسی کا مجھے حکم دیا گیا ہے اور میں سب سے پہلا مسلمان ہوں۔"

صحابہ کرام رضی اللہ عنہم میں سے ایک شخص نے عرض کیا: اے اللہ کے رسول! کیا یہ ثواب آپ کے اور آپ کے اہل بیت کے لیے خاص ہے یا سب مسلمانوں کے لیے عام ہے؟ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: نہیں یہ سب مسلمانوں کے لیے عام ہے۔

☆☆☆

"محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

عقیقہ

تعریف:

عقیقہ اس ذبیحہ کو کہتے ہیں جو نومولود کی طرف سے ذبح کیا جائے۔ "مختار الصحاح" کے مصنف نے لکھا ہے کہ عقیقہ اور عِقّۃ (کسرہ کے ساتھ) ان بالوں کو کہتے ہیں، جو انسانوں اور حیوانوں کے ہر نومولود بچے کے جسم پر ولادت کے وقت ہوتے ہیں۔ نیز اس بکری کو بھی کہتے ہیں جو نومولود کی طرف سے ساتویں دن ذبح کی جاتی ہے۔

حکم:

عقیقہ سُنّتِ مؤکدہ ہے، خواہ بچے کا باپ تنگدست ہی کیوں نہ ہو، رسول اللہ ﷺ نے بھی عقیقہ کیا اور آپ کے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے بھی۔ اصحابِ سنن نے روایت کیا ہے کہ نبی ﷺ نے حضرت حسن و حسین رضی اللہ عنہما کی طرف سے ایک ایک مینڈھے کا عقیقہ کیا۔ امام لیث اور داؤد ظاہری رحمۃ اللہ علیہم کی رائے میں عقیقہ واجب ہے۔

عقیقہ کے وہی احکام ہیں جو قربانی کے احکام ہیں۔ البتہ عقیقہ میں مشارکت جائز نہیں۔

فضیلت:

اصحابِ سنن نے حضرت سمرہ رضی اللہ عنہ سے اور انھوں نے نبی ﷺ سے روایت کیا ہے کہ آپ نے فرمایا:

① ہر مولود اپنے عقیقہ کے ساتھ گروی ہے، وہ اس کی طرف سے ساتویں دن ذبح کیا جائے، اس کا سر منڈایا جائے اور نام رکھا جائے۔

② حضرت سلمان بن عامر ضبّی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی ﷺ نے فرمایا: بچے کے

"محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

ساتھ اس کا عقیقہ ہے پس اس پر خون بہاؤ اور اس سے گندگی کو دور کرو۔" (رواہ الخمسۃ)

لڑکے اور لڑکی کی طرف سے کیا ذبح کیا جائے:

• افضل یہ ہے کہ لڑکے کی طرف سے شکل و صورت اور عمر کے اعتبار سے ایک جیسی دو بکریاں اور لڑکی کی طرف سے ایک بکری ذبح کی جائے۔ حضرت ام کرز کعبیہ سے روایت ہے کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو ارشاد فرماتے ہوئے سنا کہ لڑکے کی طرف سے شکل و صورت اور عمر کے اعتبار سے ایک جیسی دو بکریاں ہیں اور لڑکی کی طرف سے ایک بکری۔

لڑکے کی طرف سے ایک بکری بھی ذبح کی جا سکتی ہے کیونکہ رسول اللہ ﷺ نے حضرت حسن و حسین رضی اللہ عنہ کی طرف سے ایک ایک بکری ذبح فرمائی تھی، جیسا کہ قبل ازیں حدیث بیان کی جا چکی ہے۔

ذبح کا وقت:

اگر آسانی کے ساتھ میسر ہو تو عقیقہ کا جانور ولادت کے بعد ساتویں دن ذبح کیا جائے۔ ورنہ چودھویں دن یا پھر اکیسویں دن اور اگر اکیسویں دن بھی میسر نہ ہو تو کسی بھی دن ذبح کیا جا سکتا ہے۔ بیہقی کی حدیث میں ہے کہ ساتویں دن یا چودھویں دن یا پھر اکیسویں دن ذبح کیا جائے۔

قربانی اور عقیقہ کا اجتماع:

علماء حنابلہ فرماتے ہیں کہ جب قربانی کا دن عقیقہ کے دن کے ساتھ جمع ہو جائے تو ایک ہی ذبیحہ پر اکتفاء کرنا جائز ہے۔ جیسا کہ عید اگر جمعہ کے دن ہو تو نماز عید اور جمعہ کے لیے ایک ہی غسل کافی ہے۔

نام رکھنا اور سر منڈانا:

سُنت یہ ہے کہ بچے کے لیے اچھا سا نام رکھا جائے۔ اس کے سر کے بالوں کو منڈا دیا جائے اور اگر ممکن ہو تو بالوں کے وزن کے برابر چاندی صدقہ کر دی جائے۔ امام احمد اور

"محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

ترمذی رحمۃ اللہ علیہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت حسن رضی اللہ عنہ کی طرف سے ایک بکری کا عقیقہ کیا اور فرمایا: فاطمہ! اس کے سر کو مونڈ دو اور بالوں کے وزن کے برابر مسکینوں پر چاندی صدقہ کر دو۔ ہم نے وزن کیا تو بالوں کا وزن ایک درہم یا درہم کے کچھ حصے کے برابر تھا۔

پسندیدہ نام:

اللہ تعالیٰ کے ہاں سب سے پسندیدہ نام عبداللہ اور عبدالرحمٰن ہیں۔ جیسا کہ صحیح مسلم کی حدیث ہے اور سب سے سچے نام ھمام اور حارث ہیں، جیسا کہ صحیح حدیث سے ثابت ہے فرشتوں، انبیاء کے نام پر نام رکھنا نیز طٰہٰ اور یٰسین نام رکھنا بھی صحیح ہے۔ امام ابن حزم رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ اس بات پر علماء کا اتفاق ہے کہ غیر اللہ کی طرف عبدیت کی نسبت کر کے نام رکھنا حرام ہے۔ مثلاً عبدالعزّٰی، عبد ھبل، عبد عمر اور عبد کعبہ وغیرہ البتہ عبدالمطلب جائز ہے۔

بعض نام مکروہ ہیں:

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حسب ذیل نام رکھنے سے منع فرمایا ہے:

یسار، رباح، نجیح، افلح۔ کیونکہ بسا اوقات یہ گالی دینے کا وسیلہ بنتے ہیں۔ حضرت سمرہ رضی اللہ عنہ سے مروی حدیث میں ہے کہ تم اپنے لڑکے کا نام یسار (آسانی، تونگری)، رباح (نفع اٹھانا)، نجیح (درست رائے والا) اور افلح (کامیاب) نہ رکھو۔ کیونکہ تم کہو گے کیا فلاں موجود ہے اور اگر وہ موجود نہ ہوا تو کہا جائے گا کہ وہ نہیں ہے (یعنی اس سے بدفال لی جائے گی کہ آسانی، تونگری، منفعت، رائے کی درستی اور کامیابی وغیرہ نہیں ہے)

مولود کے کان میں اذان:

سُنت یہ ہے کہ نومولود کے دائیں کان میں اذان اور بائیں کان میں اقامت کہی جائے تاکہ دنیا میں آنے کے بعد اس کے کان میں سب سے پہلے اللہ کا نام داخل ہو۔ امام احمد، ابوداؤد

"محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

اور ترمذی رحمۃ اللہ علیہ نے حضرت ابو رافع رضی اللہ عنہ سے روایت کیا اور امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ نے اسے صحیح قرار دیا ہے کہ میں نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھا کہ جب حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا کے ہاں حضرت حسن بن علی رضی اللہ عنہم کی ولادت ہوئی، تو آپ نے ان کے کان میں اذان کہی تھی۔

امام ابن السنی رحمۃ اللہ علیہ نے حضرت حسن بن علی رضی اللہ عنہم سے روایت کیا ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جس کے ہاں بچہ پیدا ہو اور وہ اس کے دائیں کان میں اذان اور بائیں میں اقامت کہہ دے تو اسے ام الصبیان[1] کوئی تکلیف نہ دے گی۔

فرع اور عتیرہ نہیں ہے:

فرع کا مفہوم اونٹنی کے پہلے بچے کو ذبح کرنا ہے۔ عرب (زمانہ جاہلیت میں) اسے اپنے بتوں کے نام پر ذبح کیا کرتے تھے۔

عتیرہ رجب کے مہینے میں بتوں کی تعظیم کے لیے جانور ذبح کرنے کو کہتے تھے لیکن اسلام نے بتوں کی تعظیم کے لیے جانور ذبح کرنے سے منع کیا اور جاہلیت کے تمام رسوم و رواج کو مٹا دیا ہے۔ نیکی اور رزق میں توسع کے لیے صرف اللہ تعالیٰ کے نام پر ذبح کرنے کی اجازت دی ہے۔ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے روایت کیا ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: (زمانہ جاہلیت کی رسم کے مطابق) فرع اور عتیرہ نہیں ہے۔ (بخاری و مسلم)

حضرت نُبیشہ رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ ایک شخص نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے مخاطب ہو کر عرض کیا: ہم زمانہ جاہلیت میں رجب کے مہینے میں رسم عتیرہ ادا کرتے تھے، آپ کا اس کے بارے میں ہمیں کیا حکم ہے؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: مہینہ جو بھی ہو اللہ تعالیٰ ہی کے لیے ذبح کرو، اللہ تعالیٰ کے نام پر نیکی کا کام کرو اور لوگوں کو کھانا کھلاؤ، اس نے عرض کیا: ہم زمانہ جاہلیت میں رسم فرع پر بھی عمل کرتے تھے تو اس کے بارے میں آپ کا ہمیں کیا حکم ہے؟ ہر اس جانور میں فرع ہے جسے تمہارے مویشی پیدا کریں، حتیٰ کہ ان میں سے کوئی جب پورا اونٹ بن

---

[1] ام الصبیان ایک بیماری کا نام ہے جو بچوں کو لاحق ہوتی ہے اور اس سے بچے بے ہوش ہو جاتے ہیں (مترجم)

"محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

جائے تو اسے ذبح کر کے اس کا گوشت مسافروں میں تقسیم کر دو یہ (رسم فرع سے) بہتر ہے۔

(ابوداؤد، ترمذی)

حضرت ابورزین رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، میں نے عرض کیا: اے اللہ کے رسول! ہم رجب میں جانور ذبح کر کے خود بھی کھاتے اور اپنے پاس آنے والے مہمانوں کو بھی کھلاتے تھے۔ آپ نے فرمایا: اس میں کوئی حرج نہیں۔

امام احمد اور نسائی رحمۃ اللہ علیہم نے حضرت عمر بن حارث رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ انھوں نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے حجۃ الوداع میں ملاقات کا شرف حاصل کیا تھا۔ ایک شخص نے عرض کیا: اے اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم! فرائع اور عشائر کے بارے میں کیا حکم ہے؟ آپ نے فرمایا جو چاہے فرع کرے اور جو نہ چاہے فرع نہ کرے۔ جو چاہے عتیرہ کرے اور جو نہ چاہے عتیرہ نہ کرے البتہ بکریوں کی قربانی ضرور دو۔

چھوٹے بچے کے کان میں سوراخ کرنا:

کتبِ حنابلہ میں ہے کہ زیور کے لیے چھوٹی بچیوں کے کانوں میں سوراخ کرنا جائز ہے۔ البتہ بچوں کے کانوں میں سوراخ کرنا مکروہ ہے۔

کتب حنفیہ میں سے فتاویٰ قاضی خان میں ہے کہ چھوٹی بچی کے کانوں میں سوراخ کرنے میں کوئی حرج نہیں کیونکہ زمانہ جاہلیت میں بھی لوگ ایسا کرتے تھے اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے انھیں اس سے منع نہیں فرمایا تھا۔

☆☆☆

"محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

ہماری درسی مطبوعات

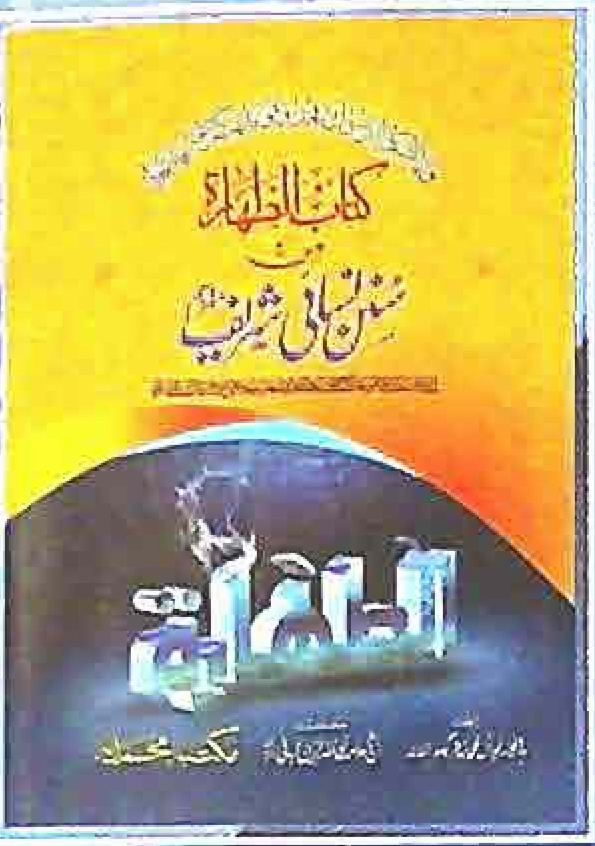

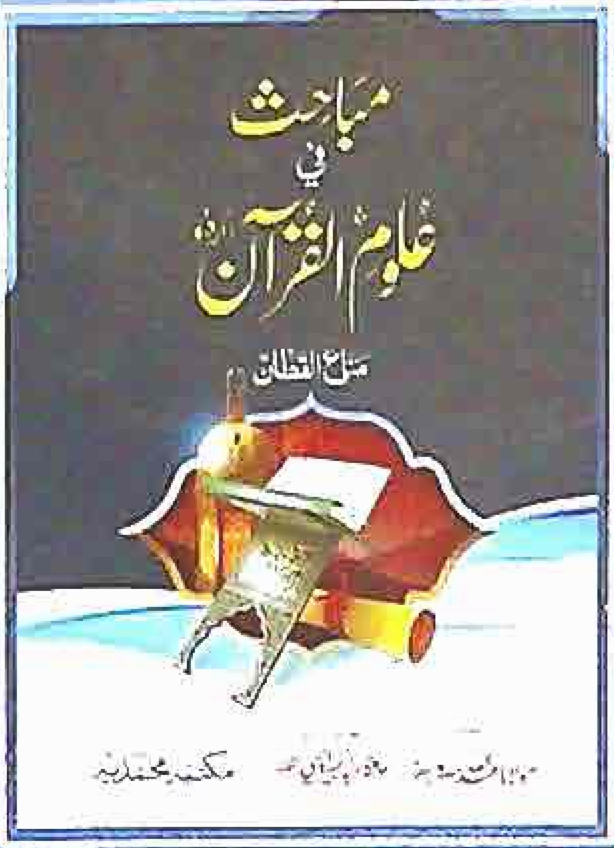

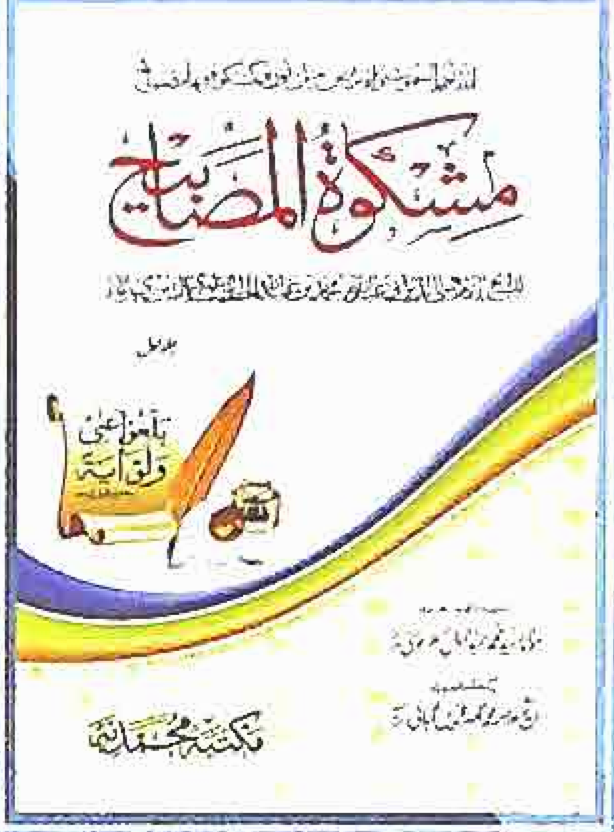

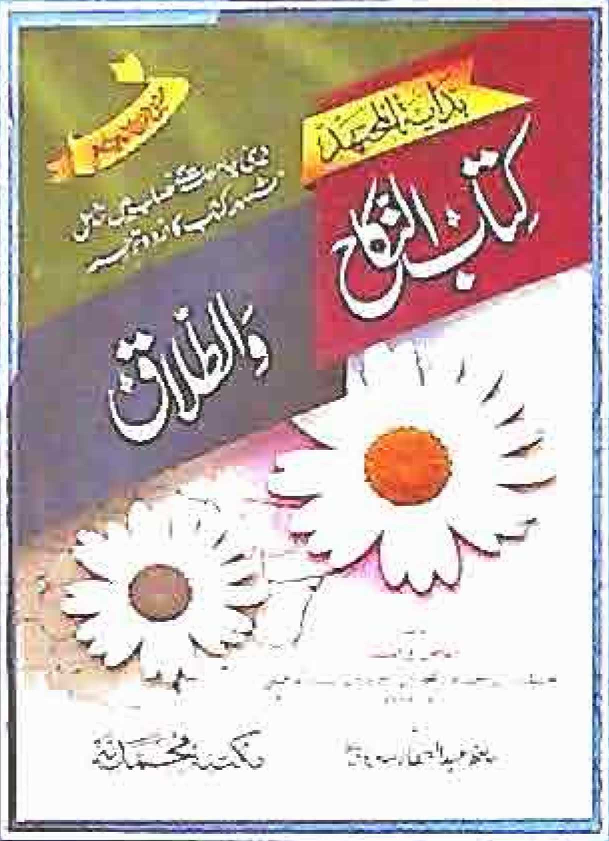

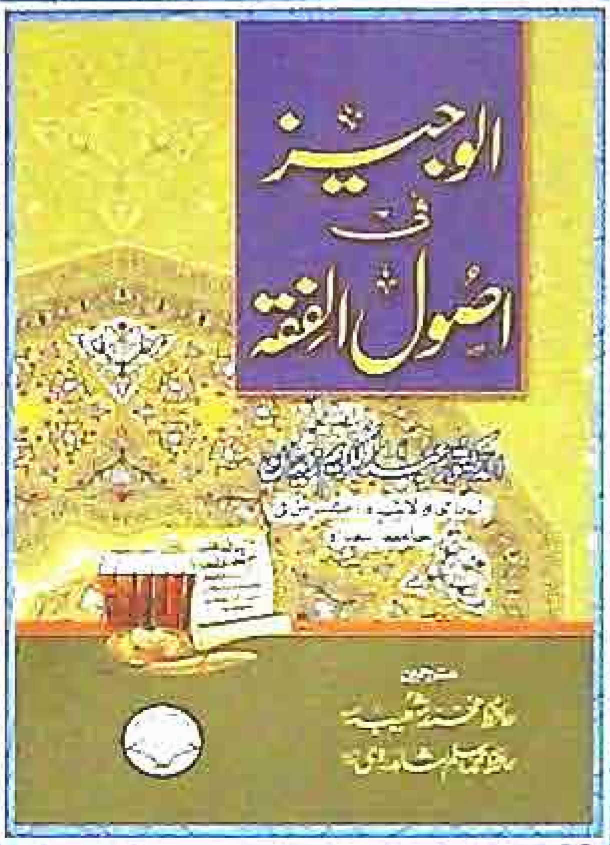

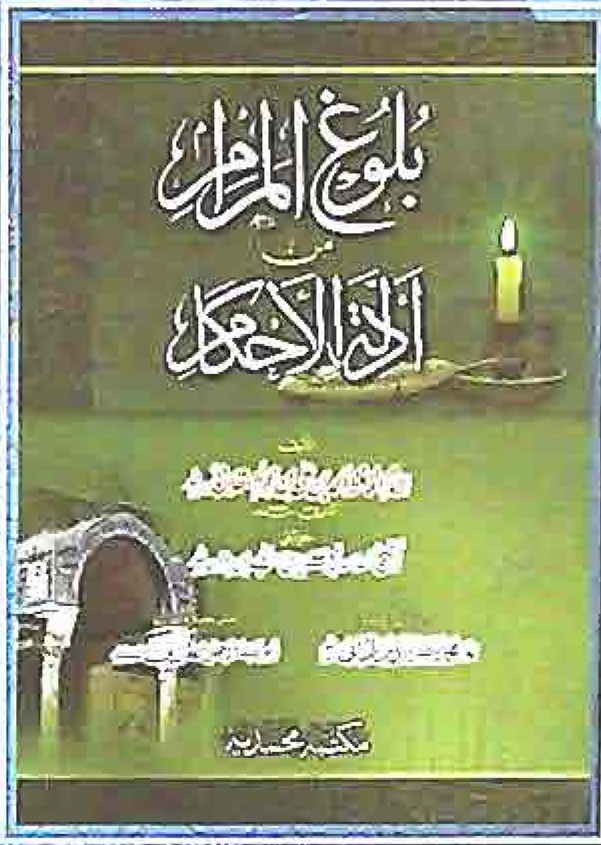

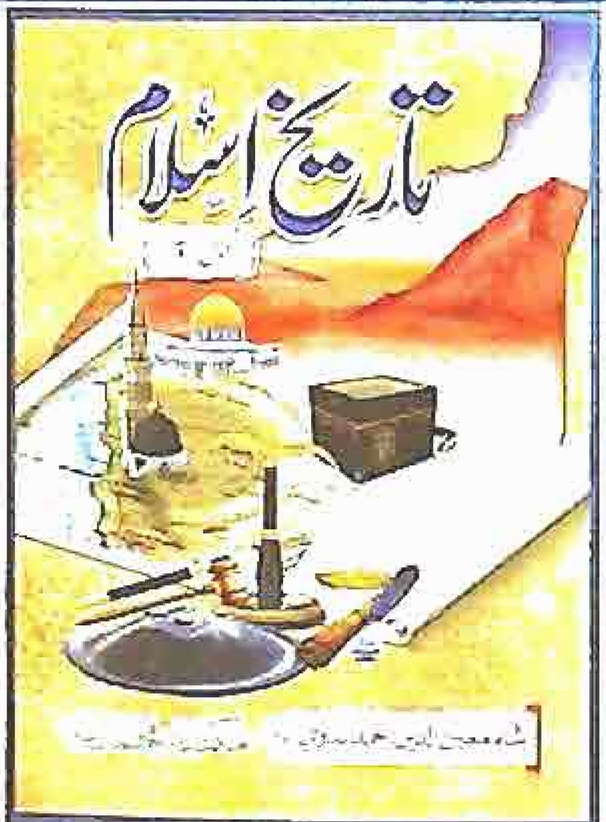

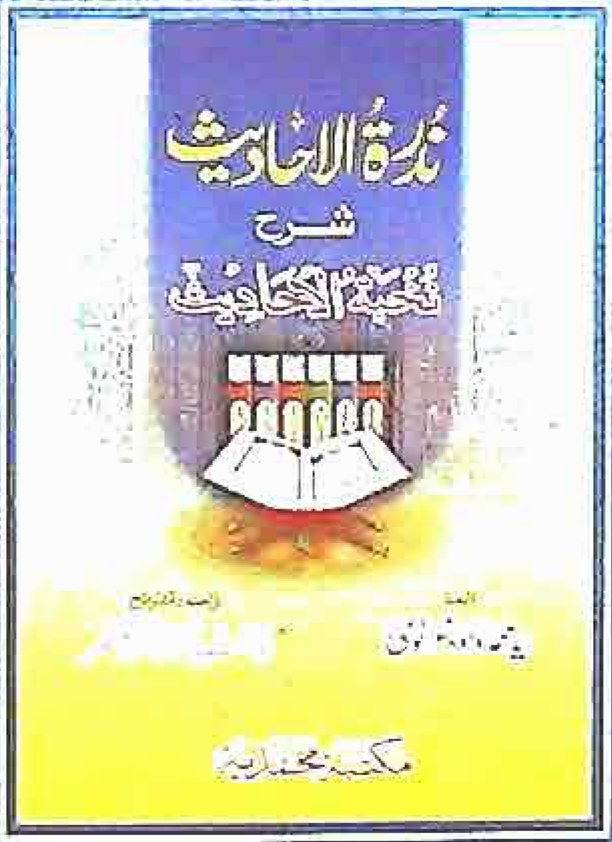

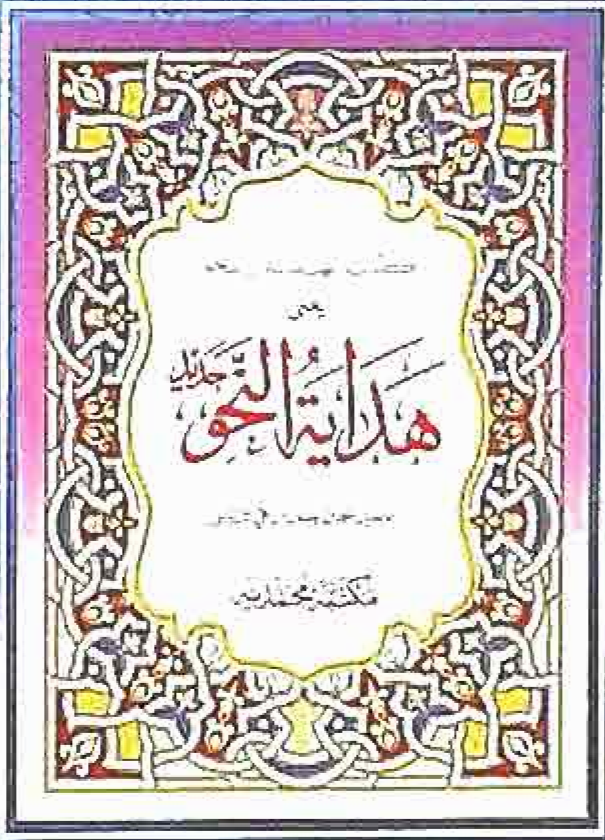

مکتبہ محمدیہ النور سنٹر غزنی سٹریٹ اردو بازار لاہور
Phone: +92-300- 482 6023
E:mail: maktabahmuhammadia@gmail.com